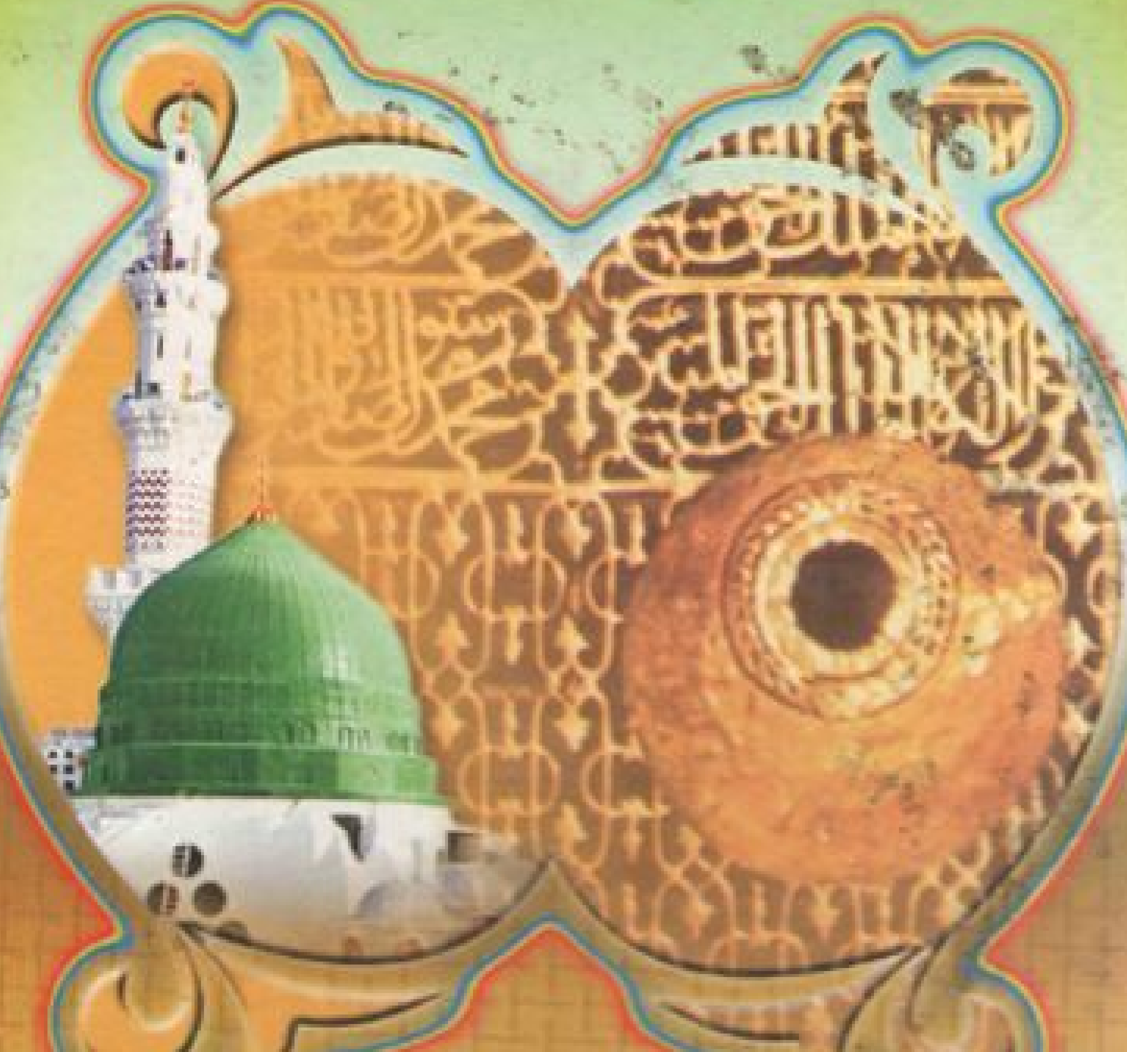
ذوقِ نعت



مولانا حسن رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

نوریہ رضویہ پبلیکیشنز

ذوقِ نعت

مولانا حسن رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز
۱۱- گنج بخش روڈ، لاہور

نام کتاب -------- ذوق نعت

مصنف ---------- مولانا حسن رضا رحمۃ اللہ علیہ

اشاعت دوم ------ ستمبر ۲۰۰۴ء

ناشر ----------- نوریہ رضویہ پبلی کیشنز لاہور

کمپیوٹر کوڈ--------- 1N-91

قیمت------------ 60/- روپے

ملنے کے پتے

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

11 گنج بخش روڈ، لاہور فون: 7313885

مکتبہ نوریہ رضویہ

گلبرگ اے فیصل آباد فون: 626046

ردیف الف (۱)

ہے پاک رتبہ فکر سے اس بے نیاز کا
کچھ دخل عقل کا ہے نہ کام امتیاز کا

شہ رگ سے کیوں وصال ہے آنکھوں سے کیوں حجاب
کیا کام اس جگہ خردِ ہرزہ تاز کا

لب بند اور دل میں وہ جلوے بھرے ہوئے
اللہ رے جگر ترے آگاہِ راز کا

غش آ گیا کلیم سے مشتاق دید کو
جلوہ بھی بے نیاز ہے اس بے نیاز کا

ہر شے سے ہیں عیاں مرے صانع کی صنعتیں
عالم سب آئینوں میں ہے آئینہ ساز کا

افلاک و ارض سب ترے فرماں پذیر ہیں
حاکم ہے تو جہاں کے نشیب و فراز کا

اس بیکسی میں دل کو مرے ٹیک لگ گئی
شہرہ سنا جو رحمتِ بیکس نواز کا

مانندِ شمع تیری طرف لَو لگی رہے
دے لطف میری جان کو سوز و گداز کا

تو بے حساب بخش کہ ہیں بے شمار جرم
دیتا ہوں واسطہ تجھے شاہِ حجاز کا

بندے پہ تیرے نفسِ لعیں ہو گیا محیط
اللہ کر علاج مری حرص و آز کا

کیوں کر نہ میرے کام بنیں غیب سے حسنؔ
بندہ بھی ہوں تو کیسے بڑے کارساز کا

فکر اسفل ہے مری مرتبہ اعلیٰ تیرا
وصف کیا خاک لکھے خاک کا پتلا تیرا

طور ہی پر نہیں موقوف اُجالا تیرا
کون سے گھر میں نہیں جلوۂ زیبا تیرا

ہر جگہ ذکر ہے اے واحد و یکتا تیرا
کون سی بزم میں روشن نہیں اِکّا تیرا

پھر نمایاں جو سرِ طور ہو جلوہ تیرا
آگ لینے کو چلے عاشقِ شیدا تیرا

خیرہ کرتا ہے نگاہوں کو اجالا تیرا
کیجئے کونسی آنکھوں سے نظارا تیرا

جلوۂ یار نرالا ہے یہ پردہ تیرا
کہ گلے مل کے بھی کھلتا نہیں ملنا تیرا

کیا خبر ہے کہ علی العرش کے معنی کیا ہیں
کہ ہے عاشق کی طرح عرش بھی جویا تیرا

اَرِنی گوئے سرِ طور سے پوچھے کوئی
کس طرح غش میں گراتا ہے تجلی تیرا

پار اترتا ہے کوئی غرق کوئی ہوتا ہے
کہیں پایاب کہیں جوش میں دریا تیرا

باغ میں پھول ہوا شمع بنا محفل میں
جوش نیرنگ در آغوش ہے جلوہ تیرا

نئے انداز کی خلوت ہے یہ اے پردہ نشیں
آنکھیں مشتاق رہیں دل میں ہو جلوہ تیرا

شہ نشیں ٹوٹے ہوئے دل کو بنایا اس نے
آہ اے دیدۂ مشتاق یہ لکھا تیرا

سات پردوں میں نظر اور نظر میں عالم
کچھ سمجھ میں نہیں آتا یہ معما تیرا

طور کا ڈھیر ہوا غش میں پڑے ہیں موسیٰ
کیوں نہ ہو یار کہ جلوہ ہے یہ جلوہ تیرا

چار اضداد کی کس طرح گرہ باندھی ہے
ناخنِ عقل سے کھلتا نہیں عقدہ تیرا

دشت ایمن میں مجھے خاک نظر آئے گا
مجھ میں ہو کر نظر آتا نہیں جلوہ تیرا

ہر سحر نغمۂ مرغانِ نوا سنج کا شور
گونجتا ہے ترے اوصاف سے صحرا تیرا

وحشیٔ عشق سے کھلتا ہے تو اے پردۂ یار
کچھ نہ کچھ چاکِ گریباں سے ہے رشتہ تیرا

سچ ہے انسان کو کچھ کھو کے ملا کرتا ہے
آپ کو کھو کے تجھے پائے گا جویا تیرا

ہیں ترے نام سے آبادی و صحرا آباد
شہر میں ذکر ترا دشت میں چرچا تیرا

برقِ دیدار ہی نے تو یہ قیامت توڑی
سب سے ہے اور کسی سے نہیں پردہ تیرا

آمدِ حشر سے اک عید ہے مشتاقوں کی
اسی پردہ میں تو ہے جلوۂ زیبا تیرا

سارے عالم کو تو مشتاقِ تجلی پایا
پوچھنے جائیے اب کس سے ٹھکانا تیرا

طور پر جلوہ دکھایا ہے تمنائی کو
کون کہتا ہے کہ اپنوں سے ہے پردہ تیرا

کام دیتی ہیں یہاں دیکھئے کس کی آنکھیں
دیکھنے کو تو ہے مشتاق زمانہ تیرا

میکدہ میں ہے ترانہ تو اذاں مسجد میں
وصف ہوتا ہے نئے رنگ سے ہر جا تیرا

چاک ہو جائیں گے دل جیب و گریباں کس کے
دے نہ چھپنے کی جگہ راز کو پردہ تیرا

بے نوا مفلس و محتاج و گدا کون کہ میں
صاحب جود و کرم وصف ہے کس کا تیرا

آفریں اہل محبت کے دلوں کو اے دوست
ایک کونے میں لئے بیٹھے ہیں دریا تیرا

اتنی نسبت بھی مجھے دونوں جہاں میں بس ہے
تو مرا مالک و مولیٰ ہے میں بندہ تیرا

انگلیاں کانوں میں دے دیکے سنا کرتے ہیں
خلوتِ دل میں عجب شور ہے برپا تیرا

اب جماتا ہے حسن اس کی گلی میں بستر
خوبرویوں کا جو محبوب ہے پیارا تیرا

جن و انساں و ملک کو ہے بھروسا تیرا
سرورا مرجعِ کل ہے درِ والا تیرا

واہ اے عطرِ خدا ساز مہکنا تیرا
خوبرو ملتے ہیں کپڑوں میں پسینہ تیرا

دہر میں آٹھ پہر بٹتا ہے باڑا تیرا
وقف ہے مانگنے والوں پہ خزانہ تیرا

لامکاں میں نظر آتا ہے اُجالا تیرا
دُور پہنچایا ترے حسن نے شہرہ تیرا

جلوۂ یار اِدھر بھی کوئی پھیرا تیرا
حسرتیں آٹھ پہر تکتی ہیں رستا تیرا

یہ نہیں ہے کہ فقط ہے یہ مدینہ تیرا
تو ہے مختارِ دو عالم پہ ہے قبضہ تیرا

کیا کہے وصف کوئی دشتِ مدینہ تیرا
پھول کی جانِ نزاکت میں ہے کانٹا تیرا

کس کے دامن میں چھپے کس کے قدم پر لوٹے
تیرا سگ جائے کہاں چھوڑ کے ٹکڑا تیرا

خسروِ کون و مکاں اور تواضع ایسی
ہاتھ تکیہ ہے ترا خاک بچھونا تیرا

خوبرویانِ جہاں تجھ پہ فدا ہوتے ہیں
وہ ہے اے ماہِ عرب حسنِ دل آرا تیرا

دشت پر ہول میں گھیرا ہے درندوں نے مجھے
اے مرے خضر ادھر بھی کوئی پھیرا تیرا

بادشاہانِ جہاں بہرِ گدائی آئیں
دینے پر آئے اگر مانگنے والا تیرا

دشمن و دوست کے منہ پر ہے کشادہ یکساں
روئے آئینہ ہے مولیٰ درِ والا تیرا

پاؤں مجروح ہیں منزل ہے کڑی بوجھ بہت
آہ گر ایسے میں پایا نہ سہارا تیرا

نیک اچھے ہیں کہ اعمال ہیں ان کے اچھے
ہم بدوں کے لئے کافی ہے بھروسا تیرا

آفتوں میں ہے گرفتار غلامِ عجمی
اے عرب والے اِدھر بھی کوئی پھیرا تیرا

اُونچے اونچوں کو ترے سامنے ساجد پایا
کس طرح سمجھے کوئی رتبۂ اعلیٰ تیرا

خارِ صحرائے نبی پاؤں سے کیا کام تجھے
آ مری جان مرے دل میں ہے رستہ تیرا

کیوں نہ ہو ناز مجھے اپنے مقدر پہ کہ ہوں
سگ ترا بندہ ترا مانگنے والا تیرا

اچھے اچھے ہیں ترے در کی گدائی کرتے
اونچے اونچوں میں بٹا کرتا ہے صدقہ تیرا

بھیک بے مانگے فقیروں کو جہاں ملتی ہے
دونوں عالم میں وہ دروازہ ہے کس کا تیرا

کیوں تمنا مری مایوس ہو اے ابرِ کرم
سوکھے دھانوں کا مددگار ہے چھینٹا تیرا

ہائے پھر خندۂ بیجا مرے لب پر آیا
ہائے پھر بھول گیا راتوں کا رونا تیرا

حشر کی پیاس سے کیا خوف گنہگاروں کو
تشنہ کاموں کا خریدار ہے دریا تیرا

سوزنِ گم شدہ ملتی ہے تبسم سے ترے
شام کو صبح بناتا ہے اُجالا تیرا

صدق نے تجھ میں یہاں تک تو جگہ پائی ہے
کہہ نہیں سکتے اُلش کو بھی تو جھوٹا تیرا

خاص بندوں کے تصدق میں رہائی پائے
آخر اس کام کا تو ہے یہ نکما تیرا

بندِ غم کاٹ دیا کرتے ہیں تیرے ابرو
پھیر دیتا ہے بلاؤں کو اشارا تیرا

حشر کے روز ہنسائے گا خطاکاروں کو
میرے غمخوار دلِ شب میں یہ رونا تیرا

عملِ نیک کہاں نامۂ بدکاراں میں
ہے غلاموں کو بھروسہ مرے آقا تیرا

بہرِ دیدار جھک آئے ہیں زمیں پر تارے
واہ اے جلوۂ دلدار چمکنا تیرا

اونچی ہو کر نظر آتی ہے ہر اک شے چھوٹی
جا کے خورشید بنا چرخ پہ ذرہ تیرا

اے مدینے کی ہوا دل مرا افسردہ ہے
سوکھی کلیوں کو کھلا جاتا ہے جھونکا تیرا

میرے آقا ہیں وہ ابرِ کرم اے سوزِ الم
ایک چھینٹے کا بھی ہوگا نہ یہ دہرا تیرا

اب حسنؔ منقبتِ خواجۂ اجمیر سنا
طبعِ پُرجوش ہے رکتا نہیں خامہ تیرا

منقبت خواجہ حضرت غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خواجۂ ہند وہ دربار ہے اعلیٰ تیرا
کبھی محروم نہیں مانگنے والا تیرا

مَے سرجوش در آغوش ہے شیشہ تیرا
بیخودی چھائے نہ کیوں پی کے پیالہ تیرا

خفتگانِ شبِ غفلت کو جگا دیتا ہے
سالہا سال وہ راتوں کا نہ سونا تیرا

ہے تری ذات عجب بحرِ حقیقت پیارے
کسی تیراک نے پایا نہ کنارا تیرا

جورِ پامالیٔ عالم سے اسے کیا مطلب
خاک میں مل نہیں سکتا کبھی ذرہ تیرا

کس قدر جوشِ تحیر کے عیاں ہیں آثار
نظر آیا مگر آئینہ کو تلوہ تیرا

گلشنِ ہند ہے شاداب کلیجے ٹھنڈے
واہ اے ابرِ کرم زور برسنا تیرا

کیا مہک ہے کہ معطر ہے دماغِ عالم
تختۂ گلشنِ فردوس ہے روضہ تیرا

تیرے ذرہ پہ معاصی کی گھٹا چھائی ہے
اس طرف بھی کبھی اے مہر ہو جلوہ تیرا

تجھ میں ہیں تربیتِ خضر کے پیدا آثار
بحر و بر میں ہمیں ملتا ہے سہارا تیرا

پھر مجھے اپنا درِ پاک دکھا دے پیارے
آنکھیں پُر نور ہوں پھر دیکھ کے جلوہ تیرا

ظلِ حق غوث پہ ہے غوث کا سایہ تجھ پر
سایہ گستر سرِ خدام پہ سایہ تیرا

تجھ کو بغداد سے حاصل ہوئی وہ شانِ رفیع
دنگ رہ جاتے ہیں سب دیکھ کے رتبہ تیرا

کیوں نہ بغداد میں جاری ہو ترا چشمۂ فیض
بحرِ بغداد ہی کی نہر ہے دریا تیرا

کرسی ڈالی تری تختِ شہِ جیلاں کے حضور
کتنا اونچا کیا اللہ نے پایا تیرا

رشک ہوتا ہے غلاموں کو کہیں آقا سے
کیوں کہوں رشک دہِ بدر ہے تلوا تیرا

بشر افضل ہیں مَلک سے تری یوں مدح کروں
نہ مَلک خاص بشر کرتے ہیں مجرا تیرا

جب سے تو نے قدمِ غوث لیا ہے سر پر
اولیا سر پہ قدم لیتے ہیں شاہا تیرا

محی دیں غوث ہیں اور خواجہ معین الدین ہے
اے حسنؔ کیوں نہ ہو محفوظ عقیدہ تیرا

آسماں گر ترے تلووں کا نظارا کرتا
روز اک چاند تصدق میں اتارا کرتا

طوفِ روضہ ہی پہ چکرائے تھے کچھ ناواقف
میں تو آپے میں نہ تھا اور جو سجدا کرتا

صرصرِ دشتِ مدینہ جو کرم فرماتی
کیوں میں افسردگیٔ بخت کی پروا کرتا

چھپ گیا چاند نہ آئی ترے دیدار کی تاب
اور اگر سامنے رہتا بھی تو سجدہ کرتا

یہ وہی ہیں کہ گرو آپ اور ان پر مچلو
اُلٹی باتوں پہ کہو کون نہ سیدھا کرتا

ہم سے ذروں کی تو تقدیر ہی چمکا جاتا
مہر فرما کے وہ جس راہ سے نکلا کرتا

دھوم ذروں میں انا الشمس کی پڑ جاتی ہے
جس طرف سے ہے گزر چاند ہمارا کرتا

آہ کیا خوب تھا گر حاضرِ در ہوتا میں
ان کے سایہ کے تلے چین سے سویا کرتا

شوق و آداب بہم گرمِ کشاکش رہتے ... عشق گم کردہ توان عقل سے الجھا کرتا
آنکھ اٹھتی تو میں جھنجھلا کے پلک سی لیتا ... دِل بگڑتا تو میں گھبرا کے سنبھالا کرتا
بیخودانہ کبھی سجدہ میں سوئے در گرتا ... جانبِ قبلہ کبھی چونک کے پلٹا کرتا
بام تک دل کو کبھی بال کبوتر دیتا ... خاک پر گر کے کبھی ہائے خدایا کرتا
گاہ مرہم نہیِ زخمِ جگر میں رہتا ... گاہ نشتر زنیِ خونِ تمنا کرتا
ہمرہِ مہر کبھی گردِ خطیرہ پھرتا ... سایہ کے ساتھ کبھی خاک پہ لوٹا کرتا
صحبتِ داغِ جگر سے کبھی جی بہلاتا ... الفتِ دست و گریباں کا تماشا کرتا
دلِ حیراں کو کبھی ذوقِ تپش پر لاتا ... تپشِ دل کو کبھی حوصلہ فرسا کرتا
کبھی خود اپنے تحیر پہ میں حیراں رہتا ... کبھی خود اپنے سمجھنے کو نہ سمجھا کرتا
کبھی کہتا کہ یہ کیا بزم ہے کیسی ہے بہار ... کبھی اندازِ تجاہل سے میں توبہ کرتا
کبھی کہتا کہ یہ کیا جوشِ جنوں ہے ظالم ... کبھی پھر گر کے تڑپنے کی تمنا کرتا
ستھری ستھری وہ فضا دیکھ کے میں غرق گنہ ... اپنی آنکھوں میں خود اس بزم میں کھٹکا کرتا
کبھی رحمت کے تصور میں ہنسی آجاتی ... پاسِ آداب کبھی ہونٹوں کو بخیہ کرتا
دِل اگر رنجِ معاصی سے بگڑنے لگتا ... عفو کا ذکر سنا کر میں سنبھالا کرتا
یہ مزے خوبیٔ قسمت سے جو پائے ہوتے ... سخت دیوانہ تھا گر خلد کی پروا کرتا
موت اُس دِن کو جو پھر نام وطن کا لیتا ... خاک اُس سر پہ جو اس در سے کنارا کرتا

اے حسن قصدِ مدینہ نہیں رونا ہے یہی
اور میں آپ سے کس بات کا شکوہ کرتا

عاصیوں کو در تمہارا مل گیا ... بے ٹھکانوں کو ٹھکانہ مل گیا
فضلِ رب سے پھر کمی کس بات کی ... مل گیا سب کچھ جو طیبہ مل گیا
کشفِ رازِ مَنْ رَاٰنی یوں ہوا ... تم ملے تو حق تعالیٰ مل گیا
بیخودی ہے باعثِ کشفِ حجاب ... مل گیا ملنے کا رستہ مل گیا
اُن کے در نے سب سے مستغنی کیا ... بے طلب بے خواہش اتنا مل گیا

ناخدائی کے لئے آئے حضور
ڈوبتو نکلو سہارا مل گیا

دونوں عالم سے مجھے کیوں کھو دیا
نفس خود مطلب تجھے کیا مل گیا

آنکھیں پُرنم ہو گئیں سر جھک گیا
جب ترا نقشِ کفِ پا مل گیا

خُلد کیسا کیا چمن کس کا وطن
مجھ کو صحرائے مدینہ مل گیا

ہے محبت کس قدر نامِ خدا
نامِ حق سے نامِ والا مل گیا

ان کے طالب نے جو چاہا پالیا
ان کے سائل نے جو مانگا مل گیا

تیرے در کے ٹکڑے ہیں اور میں غریب
مجھ کو روزی کا ٹھکانا مل گیا

اے حسنؔ فردوس میں جائیں جناب
ہم کو صحرائے مدینہ مل گیا

دِل مرا دنیا پہ شیدا ہو گیا
اے مرے اللہ یہ کیا ہو گیا

کچھ مرے بچنے کی صورت کیجئے
اب تو جو ہونا تھا مولیٰ ہو گیا

عیب پوشِ خلق دامن سے ترے
سب گنہگاروں کا پردہ ہو گیا

رکھ دیا جب اس نے پتھر پر قدم
صاف اک آئینہ پیدا ہو گیا

دور ہو مجھ سے جو اُن سے دور ہے
اُس پہ میں صدقے جو اُن کا ہو گیا

گرمیٔ بازارِ مولیٰ بڑھ چلی
نرخِ رحمت خوب سستا ہو گیا

دیکھ کر اُن کا فروغِ حُسنِ پا
مہر ذرہ چاند تارا ہو گیا

رَبِّ سَلِّمْ وہ اِدھر کہنے لگے
اُس طرف پار اپنا بیڑا ہو گیا

ان کے جلوؤں میں ہیں یہ دلچسپیاں
جو وہاں پہنچا وہیں کا ہو گیا

تیرے ٹکڑوں سے پلے دونوں جہاں
سب کا اس در سے گذارا ہو گیا

السلام اے ساکنانِ کوئے دوست
ہم بھی آتے ہیں جو ایما ہو گیا

ان کے صدقہ میں عذابوں سے چھٹے
کام اپنا نام اُن کا ہو گیا

سر وہی جو ان کے قدموں سے لگا
دِل وہی جو اُن پہ شیدا ہو گیا

حُسنِ یوسف پر زلیخا مٹ گئیں
آپ پر اللہ پیارا ہو گیا

اُن کو شیروں پر شرف حاصل ہوا
آپ کے در کا جو کتا ہو گیا

زاہدوں کی خلد پر کیا دھوم تھی — کوئی جانے گھر یہ ان کا ہوگیا
غول ان کے عاصیوں کے آئے جب — چھنٹ گئی سب بھیڑ رستہ ہوگیا
جا پڑا جو دشتِ طیبہ میں حسنؔ — گلشنِ جنت گھر اس کا ہوگیا

کہوں کیا حال زاہد گلشنِ طیبہ کی نزہت کا — کہ ہے خلدِ بریں چھوٹا سا ٹکڑا میری جنت کا
تعالی اللہ شوکت تیرے نام پاک کی آقا — کہ اب تک عرشِ اعلیٰ کو ہے سکتہ تیری ہیبت کا
وکیل اپنا کیا ہے احمدِ مختار کو میں نے — نہ کیونکر پھر رہائی میری منشا ہو عدالت کا
بلاتے ہیں اسی کو جس کی بگڑی یہ بناتے ہیں — کمر بندھنا دیارِ طیبہ کو کھلنا ہے قسمت کا
کھلیں اسلام کی آنکھیں ہوا سارا جہاں روشن — عرب کے چاند صدقے کیا ہی کہنا تیری طلعت کا
نہ کر رسوائے محشر واسطہ محبوب کا یا رب — یہ مجرم دور سے آیا ہے سنکر نام رحمت کا
مرادیں مانگنے سے پہلے ملتی ہیں مدینہ میں — ہجومِ جود نے روکا ہے بڑھنا دستِ حاجت کا
شبِ اسریٰ ترے جلوؤں نے کچھ ایسا سماں باندھا — کہ اب تک عرشِ اعظم منتظر ہے تیری رخصت کا
یہاں کے ڈوبتے دم میں اُدھر جا کر ابھرتے ہیں — کنارہ ایک ہے بحرِ ندامت بحرِ رحمت کا
غنی ہے دل بھرا ہے نعمتِ کونین سے دامن — گدا ہوں میں فقیرِ آستانِ خود بدولت کا
طوافِ روضۂ مولیٰ پہ ناواقف بگڑتے ہیں — عقیدہ اور ہی کچھ ہے ادب دانِ محبت کا
خزانِ غم سے رکھنا دور مجھکو اس کے صدقے میں — جو گل اے باغباں ہے عطر تیرے باغِ صنعت کا
الٰہی بعد مردن پردہ ہائے حائل اٹھ جائیں — اُجالا میرے مرقد میں ہو اُن کی شمعِ تربت کا
سنا ہے روزِ محشر آپ ہی کا مونہہ تکیں گے سب — یہاں پورا ہوا مطلب دلِ مشتاقِ رویت کا
وجودِ پاک باعث خلقتِ مخلوق کا ٹھہرا — تمہاری شانِ وحدت سے ہوا اظہار کثرت کا
ہمیں بھی یاد رکھنا ساکنانِ کوچۂ جاناں — سلامِ شوق پہنچے بیکسانِ دشتِ غربت کا

حسنؔ سرکارِ طیبہ کا عجب دربارِ عالی ہے
درِ دولت پہ اک میلا لگا ہے اہلِ حاجت کا

تصوّر لطف دیتا ہے دہانِ پاک سرور کا — بھر آتا ہے پانی میرے مونہہ میں حوضِ کوثر کا

جو کچھ بھی وصف ہو ان کے جمالِ ذرہ پرور کا
مرے دیوان کا مطلع ہو مطلع مہرِ محشر کا

مجھے بھی دیکھنا ہے حوصلہ خورشیدِ محشر کا
لئے جاؤں گا چھوٹا سا کوئی ذرہ ترے در کا

جو اک گوشہ چمک جائے تمہارے ذرۂ در کا
ابھی مونہہ دیکھتا رہ جائے آئینہ سکندر کا

اگر جلوہ نظر آئے کفِ پائے منور کا
ذرا سا مونہہ نکل آئے ابھی خورشیدِ محشر کا

اگر دم بھر تصور کیجئے شانِ پیمبر کا
زباں پر شور ہو بے ساختہ اللہ اکبر کا

اُجالا طور کا دیکھیں جمالِ جانفزا دیکھیں
کلیم آکر اُٹھا دیکھیں ذرا پردہ ترے در کا

دو عالم میہماں تو میزباں خوانِ کرم جاری
اِدھر بھی کوئی ٹکڑا میں بھی کتا ہوں ترے در کا

نہ گھر بیٹھے ملے جوہر صفا و خاکساری کے
مرید ذرۂ طیبہ ہے آئینہ سکندر کا

اگر اس خندۂ دنداں نما کا وصف موزوں ہو
ابھی لہرا چلے بحرِ سخن سے چشمہ گوہر کا

ترے دامن کا سایہ اور دامن کتنے پیارے ہیں
وہ سایہ دشتِ محشر کا یہ حامی دیدۂ تر کا

تمہارے کوچہ و مرقد کے زائر کو میسر ہے
نظارہ باغِ جنت کا تماشہ عرشِ اکبر کا

گنہگارانِ امت اُن کے دامن پر مچلتے ہوں
الٰہی چاک ہو جس دم گریباں صبحِ محشر کا

ملائک جن و انساں سب اسی در کے سلامی ہیں
دو عالم میں ہے اک شہرہ مرے محتاج پرور کا

الٰہی تشنہ کامِ ہجر دیکھے دشتِ محشر میں
برسنا ابرِ رحمت کا چھلکنا حوضِ کوثر کا

زیارت میں کروں اور وہ شفاعت میری فرمائیں
مجھے ہنگامۂ عیدین یارب دن ہو محشر کا

نصیبِ دوستاں ان کی گلی میں گر سکونت ہو
مجھے ہو مغفرت کا سلسلہ ہر تارِ بستر کا

وہ گریہ اُستنِ حنانہ کا آنکھوں میں پھرتا ہے
حضوری نے بڑھایا تھا جو پایا اوجِ منبر کا

ہمیشہ رہروانِ طیبہ کے زیرِ قدم آئے
الٰہی کچھ تو ہو اعزاز میرے کاسۂ سر کا

سہارا کچھ نہ کچھ رکھتا ہے ہر فردِ بشر اپنا
کسی کو نیک کاموں کا حسنؔ کو اپنے یاور کا

مُجرمِ ہیبت زدہ جب فردِ عصیاں لے چلا
لُطفِ شہ تسکین دیتا پیشِ یزداں لے چلا

دِل کے آئینہ میں جو تصویرِ جاناں لے چلا
محفلِ جنت کی آرائش کا ساماں لے چلا

رہروِ جنت کو طیبہ کا بیاباں لے چلا
دامنِ دل کھینچتا خارِ مغیلاں لے چلا

گُل نہ ہو جائے چراغِ زینتِ گلشن کہیں
اپنے سر میں میں ہوائے دشتِ جاناں لے چلا

روئے عالمتاب نے بانٹا جو باڑا نور کا
ماہِ نو کشتی میں پیالا مہرِ تاباں لے چلا

گو نہیں رکھتے زمانے کی وہ دولت اپنے پاس
پر زمانہ نعمتوں سے بھر کے داماں لے چلا

تیری ہیبت سے مِلا تاجِ سلاطیں خاک میں
تیری رحمت سے گدا تختِ سلیماں لے چلا

ایسی شوکت پر کہ اُڑتا ہے پھریرا عرش پر
جس گدا نے آرزو کی ان کو مہماں لے چلا

دبدبا کس سے بیاں ہو ان کے نامِ پاک کا
شیر کے مونہہ سے سلامت جانِ سلماں لے چلا

صدقے اس رحمت کے اُن کو روزِ محشر ہر طرف
ناشکیبا شورِ فریادِ اسیراں لے چلا

ساز و سامانِ گدائے کوئے سرور کیا کہوں
اُس کا منگتا سروری کے ساز و ساماں لے چلا

دو قدم بھی چل نہ سکتے ہم سرِ شمشیرِ تیز
ہاتھ پکڑے رَبِّ سَلِّم کا نگہباں لے چلا

دستگیرِ خستہ حالاں دستگیری کیجیے
پاؤں میں رعشہ ہے سر پر بارِ عصیاں لے چلا

وقتِ آخر نا امیدی میں وہ صورت دیکھ کر
دِل شکستہ دل کے ہر پارہ میں قرآں لے چلا

قیدیوں کی جنبشِ ابرو سے بیڑی کاٹ دو
ورنہ جرموں کا تسلسل سوئے زنداں لے چلا

روزِ محشر شاد ہوں عاصی کہ پیشِ کبریا
رحم ان کو اُمّتی گویاں و گریاں لے چلا

شکلِ شبنم راتوں کا رونا ترا ابرِ کرم
صبحِ محشر صورتِ گُل ہم کو خنداں لے چلا

کشتگانِ ناز کی قسمت کے صدقے جائیے
اُن کو مقتل میں تماشائے شہیداں لے چلا

اخترِ اسلام چمکا کفر کی ظلمت چھٹی
بدر میں جب وہ ہلالِ تیغِ براں لے چلا

بزمِ خوباں کو خدا نے پہلے دیں آرائشیں
پھر مرے دولھا کو سوئے بزمِ خوباں لے چلا

اللہ اللہ صرصرِ طیبہ کی رنگ آمیزیاں
ہر بگولا نزہتِ سروِ گلستاں لے چلا

قطرہ قطرہ ان کے گھر سے بحرِ عرفاں ہو گیا
ذرّہ ذرّہ ان کے در سے مہرِ تاباں لے چلا

صبحِ محشر ہر ادائے عارضِ روشن میں وہ
شمعِ نور افشاں پئے شامِ غریباں لے چلا

شافعِ روزِ قیامت کا ہوں ادنیٰ اُمّتی
پھر حسنؔ کیا غم اگر میں بارِ عصیاں لے چلا

قبلہ کا بھی کعبہ رُخِ نیکو نظر آیا
کعبہ کا بھی قبلہ خمِ ابرو نظر آیا

محشر میں کسی نے بھی مری بات نہ پوچھی
حامی نظر آیا تو بس اک تو نظر آیا

پھر بند کشاکش میں گرفتار نہ دیکھے
جب معجزۂ جنبشِ ابرو نظر آیا

اُس دل کے فدا جو ہے تری دید کا طالب
اُن آنکھوں کے قربان جنھیں تو نظر آیا

سلطان و گدا سب ہیں ترے در کے بھکاری
ہر ہاتھ میں دروازہ کا بازو نظر آیا

سجدہ کو جھکا جائے براہیم میں کعبہ
جب قبلۂ کونین کا ابرو نظر آیا

بازارِ قیامت میں جنھیں کوئی نہ پوچھے
ایسوں کا خریدار ہمیں تو نظر آیا

محشر میں گنہگار کا پلہ ہوا بھاری
پلہ پہ جو وہ قربِ ترازو نظر آیا

یا دیکھنے والا تھا ترا یا ترا جویا
جو ہم کو خدا بین و خدا جو نظر آیا

شل ہاتھ سلاطیں کے اُٹھے بہرِ گدائی
دروازہ ترا قوتِ بازو نظر آیا

یوسف سے حسیں اور تمنائے نظارہ
عالم میں نہ تم سا کوئی خوش رو نظر آیا

فریادِ غریباں سے ہے محشر میں وہ بے چین
کوثر پہ تھا یا قربِ ترازو نظر آیا

تکلیف اٹھا کر بھی دعا مانگی عدو کی
خوش خلق نہ ایسا کوئی خوش خو نظر آیا

ظاہر ہیں حسنؔ احمدِ مختار کے معنے
کونین پہ سرکار کا قابو نظر آیا

ایسا تجھے خالق نے طرح دار بنایا
یوسف کو ترا طالبِ دیدار بنایا

طلعت سے زمانہ کو پُر انوار بنایا
نکہت سے گلی کوچوں کو گلزار بنایا

دیواروں کو آئینہ بناتے ہیں وہ جلوے
آئینوں کو جن جلووں نے دیوار بنایا

وہ جنس کیا جس نے جسے کوئی نہ پوچھے
اس نے ہی مرا تجھ کو خریدار بنایا

اے نظمِ رسالت کے چمکتے ہوئے مقطع
تو نے ہی اُسے مطلعِ انوار بنایا

کونین بنائے گئے سرکار کی خاطر
کونین کی خاطر تمھیں سرکار بنایا

کنجی تمھیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے
محبوب کیا مالک و مختار بنایا

اللہ کی رحمت ہے کہ ایسے کی یہ قسمت
عاصی کا تمھیں حامی و غمخوار بنایا

آئینۂ ذاتِ احدی آپ ہی ٹھہرے
وہ حُسن دیا ایسا طرحدار بنایا

انوارِ تجلی سے وہ کچھ حیرتیں چھائیں
سب آئینوں کو پشت بدیوار بنایا

عالم کے سلاطین بھکاری ہیں بھکاری
سرکار بنایا تمھیں سرکار بنایا

گلزار کو آئینہ کیا مونہہ کی چمک نے
آئینہ کو رخسار نے گلزار بنایا

یہ لذتِ پابوس کہ پتھر نے جگر میں — نقشِ قدمِ سیّدِ ابرار بنایا
خدام تو بندے ہیں ترے خلقِ حسن نے — پیارے تجھے بدخواہ کا غمخوار بنایا
بے پردہ وہ جب خاک نشینوں میں نکل آئے — ہر ذرّہ کو خورشیدِ پُر انوار بنایا
اے ماہِ عرب مہرِ عجم میں ترے صدقے — ظلمت نے مرے دن کو شبِ تار بنایا
للہ کرم میرے بھی ویرانۂ دل پر — صحرا کو ترے حسن نے گلزار بنایا
اللہ تعالیٰ بھی ہوا اس کا طرفدار — سرکار تمھیں جس نے طرفدار بنایا
گلزارِ جناں تیرے لئے حق نے بنائے — اپنے لئے تیرا گلِ رخسار بنایا
بے یار و مددگار جنھیں کوئی نہ پوچھے — ایسوں کا تجھے یار و مددگار بنایا
ہر بات بداعمالیوں سے میں نے بگاڑی — اور تم نے مری بگڑی کو ہر بار بنایا
ان کے دُرِ دنداں کا وہ صدقہ تھا کہ جس نے — ہر قطرۂ نیساں دُرِ شہوار بنایا
اُس جلوۂ رنگیں کا تصدق تھا کہ جس نے — فردوس کے ہر تختہ کو گلزار بنایا
اُس روحِ مجسم کے تبرک نے مسیحا — جاں بخش تمھیں یوں دمِ گفتار بنایا
اُس چہرۂ پُر نور کی وہ بھیک تھی جس نے — مہر و مہ و انجم کو پُر انوار بنایا
ان ہاتھوں کا جلوہ تھا یہ اے حضرتِ موسیٰ — جس نے یدِ بیضا کو ضیا بار بنایا
ان کے لبِ رنگیں کی نچھاور تھی وہ جس نے
پتھر میں حسنؔ لعلِ پُر انوار بنایا

تمھارا نام مصیبت میں جب لیا ہوگا — ہمارا بگڑا ہوا کام بن گیا ہوگا
گنا ہگار پہ جب لطف آپ کا ہوگا — کیا بغیر کیا بے کیا۔ کیا ہوگا
خدا کا لطف ہوا ہوگا دستگیر ضرور — جو گرتے گرتے ترا نام لے لیا ہوگا
دکھائی جائیگی محشر میں شانِ محبوبی — کہ آپ ہی کی خوشی آپ کا کہا ہوگا
خدائے پاک کی چاہیں گے اگلے پچھلے خوشی — خدائے پاک خوشی ان کی چاہتا ہوگا
کسی کے پاؤں کی بیڑی یہ کاٹتے ہونگے — کوئی اسیرِ غم ان کو پکارتا ہوگا
کسی طرف سے صدا آئے گی حضور آؤ — نہیں تو دم میں غریبوں کا فیصلہ ہوگا
کسی کے پلّہ پہ یہ ہوں گے وقتِ وزنِ عمل — کوئی امید سے مونہہ ان کا تک رہا ہوگا

کوئی کہے گا دُہائی ہے یا رسُول اللّٰہ
تو کوئی تھام کے دامن مچل گیا ہوگا

کسی کو لے کے چلیں گے فرشتے سوئے جحیم
وہ ان کا راستہ پھر پھر کے دیکھتا ہوگا

شکستہ پا ہوں مرے حال کی خبر کردو
کوئی کسی سے یہ رو رو کے کہہ رہا ہوگا

خدا کے واسطے جلد ان سے عرضِ حال کرو
کسے خبر ہے کہ دم بھر میں ہائے کیا ہوگا

پکڑ کے ہاتھ کوئی حالِ دل سنائے گا
تو رو کے قدموں سے کوئی لپٹ گیا ہوگا

زبان سوکھی دکھا کر کوئی لبِ کوثر
جنابِ پاک کے قدموں پہ گر گیا ہوگا

نشانِ خسروِ دیں دور کے غلاموں کو
لوائے حمد کا پرچم بتا رہا ہوگا

کوئی قریبِ ترازو کوئی لبِ کوثر
کوئی صراط پر ان کو پکارتا ہوگا

یہ بے قرار کرے گی صدا غریبوں کی
مقدس آنکھوں سے تار اشک کا بندھا ہوگا

وہ پاک دل کہ نہیں جس کو اپنا اندیشہ
ہجومِ فکر و تردد میں گھر گیا ہوگا
ہزار جان فدا نرم نرم پاؤں سے
پکار سُن کے اسیروں کی دوڑتا ہوگا

عزیز بچے کو ماں جس طرح تلاش کرے
خدا گواہ یہی حال آپ کا ہوگا
خدائی بھر انہیں ہاتھوں کو دیکھتی ہوگی
زمانہ بھر انھیں قدموں پہ لوٹتا ہوگا
بنی ہے دم پہ دہائی ہے تاج والے کی
یہ غل یہ شور یہ ہنگامہ جا بجا ہوگا
مقام فاصلوں ہر کام مختلف اتنے
وہ دن ظہورِ کمالِ حضور کا ہوگا
کہیں گے اور نبی اِذْهَبُوْا اِلٰى غَيْرِىْ
مرے حضور کے لب پر اَنَا لَهَا ہوگا
دعائے اُمتِ بدکار وردِ لب ہوگی
خدا کے سامنے سجدہ میں سر جھکا ہوگا
غلام اُن کی عنایت سے چین میں ہونگے
عدو حضور کا آفت میں مبتلا ہوگا

میں ان کے در کا بھکاری ہوں فضلِ مولیٰ سے
حسنؔ فقیر کا جنت میں بسترا ہوگا

یہ اکرام ہے مصطفیٰ پر خدا کا
کہ سب کچھ خدا کا ہوا مصطفیٰ کا
یہ بیٹھا ہے سکہ تمھاری عطا کا
کبھی ہاتھ اٹھنے نہ پایا گدا کا
چمکتا ہوا چاند غارِ حرا کا
اُجالا ہوا برجِ عرشِ خدا کا
لحد میں عمل ہو نہ دیوِ بلا کا
جو تعویذ میں نقش ہو نقشِ پا کا

جو بندہ خدا کا وہ بندہ تمھارا
جو بندہ تمھارا وہ بندہ خدا کا

مرے گیسوؤں والے میں تیرے صدقے
کہ سر پر ہجومِ بلا ہے بلا کا

ترے زیر پا مسندِ ملکِ یزداں
ترے فرق پر تاجِ مُلکِ خدا کا

سہارا دیا جب مرے ناخدا نے
ہوئی ناؤ سیدھی پھرا رخ ہوا کا

کیا ایسا قادر قضاؤ قدر نے
کہ قدرت میں ہے پھیر دینا قضا کا

اگر زیرِ دیوارِ سرکار بیٹھوں
مرے سر پہ سایہ ہو فضلِ خدا کا

ادب سے لیا تاجِ شاہی نے سر پر
یہ پایا ہے سرکار کے نقشِ پا کا

خدا کرنا ہوتا جو تحتِ مشیّت
خدا ہو کر آتا یہ بندہ خدا کا

اذاں کیا جہاں دیکھو ایمان والو
پسِ ذکرِ حق ذکر ہے مصطفےٰ کا

کہ پہلے زباں حمد سے پاک ہولے
تو پھر نام لے وہ حبیبِ خدا کا

یہ ہے تیرے ایمائے ابرو کا صدقہ
ہدف ہے اثر اپنے تیرِ دعا کا

ترا نام لے کر جو مانگے وہ پائے
ترا نام لیوا ہے پیارا خدا کا

نہ کیونکر ہو اس ہاتھ میں سب خدائی
کہ یہ ہاتھ تو ہاتھ ہے کبریا کا

جو صحرائے طیبہ کا صدقہ نہ ملتا
کھلاتا ہی تو پھول جھونکا صبا کا

عجب کیا نہیں گر سراپا کا سایہ
سراپا سراپا ہے سایہ خدا کا

خدا مدح خواں ہے خدا مدح خواں ہے
مرے مصطفےٰ کا مرے مصطفےٰ کا

خدا کا وہ طالب خدا اس کا طالب
خدا اس کا پیارا وہ پیارا خدا کا

جہاں ہاتھ پھیلائے منگتا بھکاری
وہی در ہے داتا کی دولت سرا کا

ترے رتبہ میں جس نے چون و چرا کی
نہ سمجھا وہ بدبخت رتبہ خدا کا

ترے پاؤں نے سربلندی وہ پائی
بنا تاجِ سر عرش ربِّ علا کا

کسی کے جگر میں تو سر پر کسی کے
عجب مرتبہ ہے ترے نقشِ پا کا

ترا دردِ الفت جو دل کی دوا ہو
وہ بے درد ہے نام لے جو دوا کا

ترے بابِ عالی کے قربان جاؤں
یہ ہے دوسرا نام عرشِ خدا کا

چلے آؤ مجھ جاں بلب کے کنارے
کہ سب دیکھ لیں پھر کے جانا قضا کا

بھلا ہے حسنؔ کا جنابِ رضا سے
بھلا ہو الٰہی جنابِ رضا کا

سرِ صبحِ سعادت نے گریباں سے نکالا ظلمت کو ملا عالمِ امکاں سے نکالا
پیدائشِ محبوب کی شادی میں خدا نے مدت کے گرفتاروں کو زنداں سے نکالا
رحمت کا خزانہ پئے تقسیمِ گدایاں اللہ نے تہ خانۂ پنہاں سے نکالا
خوشبو نے عنادل سے چھڑائے چمن و گل جلوے نے پتنگوں کو شبستاں سے نکالا
ہے حسنِ گلوئے مہ بطحا سے یہ روشن اب مہر نے سر اُن کے گریباں سے نکالا
پردہ جو ترے جلوۂ رنگیں نے اٹھایا صرصر کا عمل صحنِ گلستاں سے نکالا
اس ماہ نے جب مہر سے کی جلوہ نمائی تاریکیوں کو شامِ غریباں سے نکالا
اے مہرِ کرم تیری تجلی کی ادا نے ذروں کو بلائے شبِ ہجراں سے نکالا
صدقے ترے اے مردمکِ دیدۂ یعقوب یوسف کو تری چاہ نے کنعاں سے نکالا
ہم ڈوبنے ہی کو تھے کہ آقا کی مدد نے گرداب سے کھینچا، ہمیں طوفاں سے نکالا
اُمت کے کلیجے کی خلش تم نے مٹائی ٹوٹے ہوئے نشتر کو رگِ جاں سے نکالا
ان ہاتھوں کے قربان کہ ان ہاتھوں سے تم نے خارِ رہِ غم پائے غریباں سے نکالا
ارمان زدوں کی ہیں تمنائیں بھی پیاری ارمان نکالا تو کس ارماں سے نکالا
یہ گردنِ پُر نور کا پھیلا ہے اجالا یا صبح نے سر اُن کے گریباں سے نکالا
گلزارِ براہیم کیا نار کو جس نے اس نے ہی ہمیں آتشِ سوزاں سے نکالا
دینی تھی جو عالم کے حسینوں کو ملاحت تھوڑا سا نمک اُن کے نمکداں سے نکالا
قرآں کے حواشی یہ جلالین لکھی ہے مضموں یہ خطِ عارضِ جاناں سے نکالا
قربان ہوا بندگی پر لطفِ رہائی یوں بندہ بنا کر ہمیں زنداں سے نکالا
اے آہ مرے دل کی لگی اور نہ بجھتی کیوں تو نے دھواں سینۂ سوزاں سے نکالا
مدفن نہیں پھینک آئیں گے احباب گڑھے میں تابوت اگر کوچۂ جاناں سے نکالا
کیوں شور ہے کیا حشر کا ہنگامہ بپا ہے یا تم نے قدم گورِ غریباں سے نکالا
لاکھوں ترے صدقے میں کہیں گے دمِ محشر زنداں سے نکالا، ہمیں زنداں سے نکالا
جو بات لبِ حضرت عیسیٰ نے دکھائی وہ کام یہاں جنبشِ داماں سے نکالا
مونھ مانگی مرادوں سے بھری جیبِ دو عالم جب دستِ کرم آپ نے داماں سے نکالا

کانٹا غمِ عقبیٰ کا حسنؔ اپنے جگر سے
اُمت نے خیالِ سرِ مژگاں سے نکالا

اگر قسمت سے میں اُن کی گلی میں خاک ہو جاتا
غمِ کونین کا سارا بکھیڑا پاک ہو جاتا

جو اے گل جامۂ ہستی تری پوشاک ہو جاتا
تو خارِ نیستی سے کیوں الجھ کر چاک ہو جاتا

جو وہ ابرِ کرم پھر آبروئے خاک ہو جاتا
تو اس کے دو ہی چھینٹوں میں زمانہ پاک ہو جاتا

ہوائے دامنِ رنگیں جو ویرانہ میں آ جاتی
لباسِ گل میں ظاہر ہر خس و خاشاک ہو جاتا

لبِ جاں بخش کی قربت حیاتِ جاوداں دیتی
اگر ڈورالنفس کا ریشۂ مسواک ہو جاتا

ہوا دل سوختوں کو چاہیے تھی اُن کے دامن کی
الٰہی صبحِ محشر کا گریباں چاک ہو جاتا

اگر دو بوند پانی چشمۂ رحمت سے مل جاتا
مری ناپاکیوں کے میل دُھلتے پاک ہو جاتا

اگر پیوند ملبوسِ پیمبر کے نظر آتے
ترا اے حلۂ شاہی کلیجہ چاک ہو جاتا

جو وہ گل سونگھ لیتا پھول مرجھایا ہوا بلبل
بہارِ تازگی میں سب چمن کی ناک ہو جاتا

چمک جاتا مقدر جب فرِ دنداں کی طلعت سے
نہ کیوں رشتہ گہر کا ریشۂ مسواک ہو جاتا

عدو کی آنکھ بھی محشر میں حسرت سے مونہ تکتی
اگر تیرا کرم کچھ اے نگاہِ پاک ہو جاتا

بہارِ تازہ رہتیں کیوں خزاں میں دھجیاں اڑتیں
لباسِ گل جو اُن کی ملگجی پوشاک ہو جاتا

کماندارِ نبوت نادر اندازی میں یکتا ہیں
دو عالم کیوں نہ اُن کا بستۂ فتراک ہو جاتا

نہ ہوتی شاق گردوں کی جدائی تیرے ذرّہ کو
قمر اک اور بھی روشن سرِ افلاک ہو جاتا

تری رحمت کے قبضہ میں ہے پیالے قلبِ ماہیت
مرے حق میں نہ کیوں زہرِ گنہ تریاک ہو جاتا

خدا تارِ رگِ جاں کی اگر عزت بڑھا دیتا
شراکِ نعلِ پاکِ سیدِ لولاک ہو جاتا

تجلی گاہِ جاناں تک اُجالے سے پہنچ جاتے
جو تو اے توسنِ عمرِ رواں چالاک ہو جاتا

اگر تیری بھرن اے ابرِ رحمت کچھ کرم کرتی
ہمارا چشمۂ ہستی اُبل کر پاک ہو جاتا

حسنؔ اہلِ نظر عزت سے آنکھوں میں جگہ دیتے
اگر یہ مشتِ خاک اُن کی گلی کی خاک ہو جاتا

دشمن ہے گلے کا ہار آقا
لٹتی ہے مری بہار آقا

تم دل کے لئے قرار آقا
تم راحتِ جانِ زار آقا

تم عرش کے تاجدار مولیٰ
تم فرش کے باوقار آقا

دامن دامن ہوائے دامن
گلشن گلشن بہار آقا

بندے ہیں گناہکار بندے
آقا ہیں کرم شعار آقا

اس شان کے ہم نے کیا کسی نے
دیکھے نہیں زینہار آقا

بندوں کا الم نے دل دکھایا
اور ہو گئے بے قرار آقا

آرام سے سوئیں ہم کمینے
جاگا کریں باوقار آقا

ایسا تو کہیں سنا نہ دیکھا
بندوں کا اٹھائیں بار آقا

جن کی کوئی بات تک نہ پوچھے
اُن پر تمھیں آئے پیار آقا

پاکیزہ دلوں کی زینت ایمان
ایمان کے تم سنگار آقا

صدقہ جو بٹے کہیں سلاطیں
ہم بھی ہیں اُمیدوار آقا

چکرا گئی ناؤ بے کسوں کی !
آنا مرے غمگسار آقا

اللہ نے تم کو دے دیا ہے
ہر چیز کا اختیار آقا

ہے خاک پہ نقشِ پا تمھارا
آئینہ ہے بے غبار آقا

عالم میں ہیں سب بنی کے ساتھی
بگڑی کے تمھیں ہو یار آقا

سرکار کے تاجدار بندے
سرکار ہیں تاجدار آقا

دے بھیک اگر جمالِ رنگیں
جنت ہو مرا مزار آقا

آنکھوں کے کھنڈر بھی اب بساؤ
دل کا تو ہوا وقار آقا

ایمان کی تاک میں ہے دشمن
آؤ دمِ احتضار آقا

ہو شمعِ شبِ سیاہ بختاں
تیرا رخِ نور بار آقا

تو رحمتِ بے حساب کو دیکھ
جرموں کا نہ لے شمار آقا

دیدار کی بھیک کب بٹے گی
منگتا ہیں اُمیدوار آقا

بندوں کی ہنسی خوشی میں گذرے
اس غم میں ہوں اشکبار آقا

آتی ہے مدد بلا سے پہلے — کرتے نہیں انتظار آقا
سایہ میں تمھارے دونوں عالم — تم سایۂ کردگار آقا
جب فوجِ الم کرے چڑھائی — ہو اوجِ کرم حصار آقا
ہر ملکِ خدا کے سچے مالک — ہر ملک کے شہریار آقا
مانا کہ میں ہوں ذلیل بندہ — آقا تو ہے باوقار آقا
ٹوٹے ہوئے دل کو دو سہارا — اب غم کی نہیں سہار آقا
ملتی ہے تمھیں سے دادِ دل کی — سنتے ہو تمھیں پکار آقا
تیری عظمت وہ ہے کہ تیرا — اللہ کرے وقار آقا
اللہ کے لاکھوں کارخانے — سب کا تمھیں اختیار آقا
کیا بات تمھارے نقشِ پا کی — ہے تاجِ سرِ وقار آقا
خود بھیک دو خود کہو بھلا ہو — اس دین کے میں نثار آقا
وہ شکل ہے واہ وا تمھاری — اللہ کو آئے پیار آقا
جو مجھ سے مجھے چھپائے رکھے — وہ جلوہ کر آشکار آقا
جو کہتے ہیں بے زباں تمھارے — گونگوں کی سنو پکار آقا
وہ دیکھ لے کربلا میں جس نے — دیکھے نہ ہوں جاں نثار آقا
آرام سے شش جہت میں گذرے — غمِ دل سے نہ ہو دو چار آقا

ہو جانِ حسن نثار تجھ پر
ہو جاؤں ترے نثار آقا

واہ کیا مرتبہ ہوا تیرا — تو خدا کا خدا ہو تیرا
تاج والے ہوں اس میں یا محتاج — سب نے پایا دیا ہوا تیرا
ہاتھ خالی کوئی پھرا نہ پھرے — ہے خزانہ بھرا ہوا تیرا
آج سنتے ہیں سننے والے کل — دیکھ لیں گے کہا ہوا تیرا
اسے تو جانے یا خدا جانے — پیشِ حق رتبہ کیا ہوا تیرا
گھر ہیں سب بند در ہیں سب تیغے — ایک در ہے کھلا ہوا تیرا

کام توہین سے ہے بےخودی کو ۔۔۔ تو ہوا یا خدا ہوا تیرا
تاجداروں کا تاجدار بنا ۔۔۔ بن گیا جو گدا ہوا تیرا
اور میں کیا لکھوں خدا کی حمد ۔۔۔ حمد اُسے وہ خدا ہوا تیرا
جو ترا ہو گیا خدا کا ہوا ۔۔۔ جو خدا کا ہوا ہوا تیرا
حوصلے کیوں گھٹیں غریبوں کے ۔۔۔ ہے ارادہ بڑھا ہوا تیرا
ذات بھی تیری انتخاب ہوئی ۔۔۔ نام بھی مصطفےٰ ہوا تیرا
جسے تو نے دیا خدا نے دیا ۔۔۔ دین رب کی دیا ہوا تیرا
ایک عالم خدا کا طالب ہے ۔۔۔ اور طالب خدا ہوا تیرا
بزم امکاں ترے نصیب کھلے ۔۔۔ کہ وہ دولھا بنا ہوا تیرا
میری طاعت سے میرے جرم فزوں ۔۔۔ لطف سب سے بڑھا ہوا تیرا
خوف وزنِ عمل کسے ہو کہ ہے ۔۔۔ دل مدد پر تلا ہوا تیرا
کام بگڑے ہوئے بنا دینا ۔۔۔ کام کس کا ہوا ہوا تیرا
ہر ادا دل نشیں بنی تیری ۔۔۔ ہر سخن جاں فزا ہوا تیرا
آشکارا کمالِ شانِ حضور ۔۔۔ پھر بھی جلوہ چھپا ہوا تیرا
پردہ دارِ ادا ہزار حجاب ۔۔۔ پھر بھی پردہ اٹھا ہوا تیرا
بزم دنیا میں بزم محشر میں ۔۔۔ نام کس کا ہوا ہوا تیرا
مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَ الْحَق ۔۔۔ حُسن یہ حق نما ہوا تیرا
بارِ عصیاں سروں سے پھینکے گا ۔۔۔ پیشِ حق سر جھکا ہوا تیرا
یم جودِ حضور پیاسا ہوں ۔۔۔ یَم گھٹا سے بڑھا ہوا تیرا
وصلِ وحدت پھر اس پہ یہ خلوت ۔۔۔ تجھ سے سایہ جدا ہوا تیرا
صنعِ خالق کے جتنے خاکے ہیں ۔۔۔ رنگ سب میں بھرا ہوا تیرا
ارضِ طیبہ قدوم والا سے ۔۔۔ ذرّہ ذرّہ سما ہوا تیرا
اے جناں میرے گل کے صدقے میں ۔۔۔ تختہ تختہ بسا ہوا تیرا
اے فلک مہر حق کے باڑے سے ۔۔۔ کاسہ کاسہ بھرا ہوا تیرا
اے چمن بھیک ہے تبسم کی ۔۔۔ غنچہ غنچہ کھلا ہوا تیرا

ایسی شوکت کے تاجدار کہاں
تخت تختِ خدا ہوا تیرا

اس جلالت کے شہریار کہاں
ملک مُلکِ خدا ہوا تیرا

اس وجاہت کے بادشاہ کہاں
حکم حکمِ خدا ہوا تیرا

خلق کہتی ہے لامکاں جس کو
شہ نشیں ہے سجا ہوا تیرا

زیست وہ ہے کہ حُسنِ یار رہے
دل میں عالم بسا ہوا تیرا

موت وہ ہے کہ ذکرِ دوست رہے
لب پہ نقشہ جما ہوا تیرا

ہوں زمیں والے یا فلک والے
سب کو صدقہ عطا ہوا تیرا

ہر گھڑی گھر سے بھیک کی تقسیم
رات دن در کھلا ہوا تیرا

نہ کوئی دوسرا میں تجھ سا ہے
نہ کوئی دوسرا ہوا تیرا

سوکھے گھاٹوں مرا اتار ہو کیوں
کہ ہے دریا چڑھا ہوا تیرا

سوکھے دھانوں کی بھی خبر لے لے
کہ ہے بادل گھرا ہوا تیرا

مجھ سے کیا لے سکے عدو ایماں
اور وہ بھی دیا ہوا تیرا

لے خبر ہم تباہ کاروں کی
قافلہ ہے لٹا ہوا تیرا

مجھے وہ درد دے خدا کہ رہے
ہاتھ دل پر دھرا ہوا تیرا

تیرے سر کو ترا خدا جانے
تاجِ سر نقشِ پا ہوا تیرا

بگڑی باتوں کی فکر کر نہ حسنؔ
کام سب ہے بنا ہوا تیرا

معطیٔ مطلب تمھارا ہر اشارہ ہو گیا
جب اشارہ ہو گیا مطلب ہمارا ہو گیا

ڈوبتوں کا یا نبی کہتے ہی بیڑا پار تھا
غم کنارے ہو گئے پیدا کنارا ہو گیا

تیری طلعت سے زمیں کے ذرّے مہ پارہ بنے
تیری ہیبت سے فلک کا مہ دوپارا ہو گیا

اللہ اللہ محوِ حسنِ روئے جاناں کے نصیب
بند کر لیں جس گھڑی آنکھیں نظارا ہو گیا

یوں تو سب پیدا ہوئے ہیں آپ ہی کے واسطے
قسمت اُس کی ہے جسے کہہ دو ہمارا ہو گیا

تیرگیٔ باطل کی چھائی تھی جہاں تاریک تھا
اُٹھ گیا پردہ ترا حق آشکارا ہو گیا

کیوں نہ دم دیں مرنے والے مرگِ عشقِ پاک پر
جان دی اور زندگانی کا سہارا ہو گیا

نام تیرا ذکر تیرا تو ترا پیارا خیال
ناتوانوں بے سہاروں کا سہارا ہوگیا

ذرہ کوئے حبیب اللہ رے تیرے نصیب
پاؤں پڑ کر عرش کی آنکھوں کا تارا ہوگیا

تیرے صانع سے کوئی پوچھے ترا حسن و جمال
خود بنایا اور بنا کر خود ہی پیارا ہوگیا

ہم کمینوں کا انھیں آرام تھا اتنا پسند
غم خوشی سے دکھ تہِ دل سے گوارا ہوگیا

کیوں نہ ہو تم مالکِ مُلکِ خدا مُلکِ خدا
سب تمھارا ہے خدا ہی جب تمھارا ہوگیا

روزِ محشر کے الم کا دشمنوں کو خوف ہو
دکھ ہمارا آپ کو کس دن گوارا ہوگیا

جو ازل میں تھی وہی طلعت وہی تنویر ہے
آئینہ سے یہ ہوا جلوہ دوبارا ہوگیا

تو ہی نے تو مصر میں یوسف کو یوسف کر دیا
تو ہی تو یعقوب کی آنکھوں کا تارا ہوگیا

ہم بھکاری کیا ہماری بھیک کس گنتی میں ہے
تیرے در سے بادشاہوں کا گزارا ہوگیا

اے حسنؔ قربان جاؤں اس جمالِ پاک کے
سینکڑوں پردوں میں رہ کر عالم آرا ہوگیا

منقبت
خلیفۂ اول
رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بیاں ہو کس زباں سے مرتبہ صدیق اکبر کا
ہے یارِ غارِ محبوبِ خدا صدیق اکبر کا

الٰہی رحم فرما خادمِ صدیق اکبر ہوں
تری رحمت کے صدقے واسطہ صدیق اکبر کا

رسل اور انبیا کے بعد جو افضل ہو عالم سے
یہ عالم میں ہے کس کا مرتبہ صدیق اکبر کا

گدا صدیق اکبر کا خدا سے فضل پاتا ہے
خدا کے فضل سے میں ہوں گدا صدیق اکبر کا

نبی کا اور خدا کا مدح گو صدیق اکبر ہے
نبی صدیق اکبر کا خدا صدیق اکبر کا

ضیا میں مہرِ عالمتاب کا یوں نام کب ہوتا
نہ ہوتا نام گر وجہِ ضیا صدیق اکبر کا

ضعیفی میں یہ قوت ہے ضعیفوں کو قوی کر دیں
سہارا لیں ضعیف و اقویا صدیق اکبر کا

خدا اکرام فرماتا ہے اتقا کہکے قرآں میں
کریں پھر کیوں نہ اکرام اتقیا صدیق اکبر کا

صفا وہ کچھ ملی خاکِ سرِ کوئے پیمبر سے
مصفا آئینہ ہے نقشِ پا صدیق اکبر کا

ہوئے فاروق و عثمان و علی جب داخلِ بیعت
بنا فخرِ سلاسل سلسلہ صدیق اکبر کا

مقامِ خوابِ راحت چین سے آرام کرنے کو
بنا پہلوئے محبوبِ خدا صدیق اکبر کا

علی ہیں اُس کے دشمن اور وہ دشمن علی کا ہے
جو دشمن عقل کا دشمن ہوا صدیق اکبر کا

لُٹایا راہِ حق میں گھر کئی بار اس محبت سے
کہ لُٹ لُٹ کر حسنؔ گھر بن گیا صدیق اکبر کا

منقبت خلیفۂ دوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نہیں خوش بخت محتاجانِ عالم میں کوئی ہم سا
ملا تقدیر سے حاجت روا فاروق اعظم سا

ترا رشتہ بنا شیرازۂ جمعیتِ خاطر
پڑا تھا دفترِ دینِ کتاب اللہ برہم سا

مراد آئی مرادیں ملنے کی پیاری گھڑی آئی
ملا حاجت روا ہم کو درِ سلطانِ عالم سا

ترے جود و کرم کا کوئی اندازہ کرے کیونکر
ترا اک اک گدا فیض و سخاوت میں ہے حاتم سا

خدارا مہر کر اے ذرہ پرور مہر نورانی
سیہ بختی سے ہے روزِ سیہ میرا شبِ غم سا

تمہارے در سے جھولی بھر مرادیں لیکر اٹھیں گے
نہ کوئی بادشاہ تم سا نہ کوئی بے نوا ہم سا

فدا اے اُم کلثوم آپ کی تقدیر یاوری کے
علی بابا ہوا دولھا ہوا فاروق اکرم سا

غضب میں دشمنوں کی جان ہے تیغ سر افگن سے
خروج و رفض کے گھر میں نہ کیوں برپا ہو ماتم سا

شیاطیں مضمحل ہیں تیرے نامِ پاک کے ڈر سے
نکل جائے نہ کیوں رفاض بد اطوار کا دم سا

منائیں عید جو ذی الحجہ میں تیری شہادت کی
الٰہی روز و ماہ و سن انھیں گزرے محرم سا

حسنؔ در عالمِ پستی سرِ رفعت اگر داری
بیا فرقِ ارادت بر درِ فاروقِ اعظم سا

منقبت خلیفۂ سوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اللہ سے کیا پیار ہے عثمان غنی کا
محبوب خدا یار ہے عثمان غنی کا

رنگین وہ رخسار ہے عثمان غنی کا
بلبل گل گلزار ہے عثمانِ غنی کا

گرمی پہ یہ بازار ہے عثمان غنی کا
اللہ خریدار ہے عثمان غنی کا

کیا لعل شکر بار ہے عثمان غنی کا
قند ایک نمکخوار ہے عثمان غنی کا

سرکار عطا پاش ہے عثمان غنی کا
دربار دُرر بار ہے عثمان غنی کا

دل سوختو ہمت جگر اب ہوتے ہیں ٹھنڈے
وہ سایۂ دیوار ہے عثمان غنی کا

جو دل کو ضیا دے جو مقدر کو جِلا دے
وہ جلوۂ دیدار ہے عثمان غنی کا

جس آئینہ میں نور الٰہی نظر آئے
وہ آئینہ رخسار ہے عثمان غنی کا

سرکار سے پائیں گے مرادوں پہ مرادیں
دربار یہ دربار ہے عثمان غنی کا

آزاد گرفتار بلائے دو جہاں ہے
آزاد گرفتار ہے عثمان غنی کا

بیمار ہے جس کو نہیں آزارِ محبت
اچھا ہے جو بیمار ہے عثمان غنی کا

اللہ غنی حد نہیں انعام و عطا کی
وہ فیض پہ دربار ہے عثمان غنی کا

رک جائیں مرے کام حسن ہو نہیں سکتا
فیضان مددگار ہے عثمان غنی کا

منقبت
خلیفۂ چہارم
کرم اللہ وجہہ الکریم

اے حب وطن ساتھ نہ یوں سوئے نجف جا
ہم اور طرف جاتے ہیں تو اور طرف جا

چل ہند سے چل ہند سے چل ہند سے غافل
اُٹھ سوئے نجف سوئے نجف سوئے نجف جا

پھنستا ہے وبالوں میں عبث اخترِ طالع
سرکار سے پائے گا شرف بہرِ شرف جا

آنکھوں کو بھی محروم نہ رکھ حسنِ ضیا سے
کی دل میں اگر اے مہِ بے داغ و کلف جا

اے کلفتِ غم بندۂ مولیٰ سے نہ رکھ کام
بے فائدہ ہوتی ہے تری عمر تلف جا

اے طلعتِ شہ آ تجھے مولیٰ کی قسم آ
اے ظلمتِ دل جا تجھے اُس رخ کا حلف جا

ہو جلوہ فزا صاحبِ قوسین کا نائب
ہاں تیرِ دعا بہرِ خدا سوئے ہدف جا

کیوں غرقِ الم ہے دُرِ مقصود سے مونھ بھر
نیسانِ کرم کی طرف اے تشنہ صدف جا

جیلاں کے شرف حضرتِ مولیٰ کے خلف ہیں — اے ناخلف اٹھ جانبِ تعظیمِ خلف جا
تفضیل کا جویا نہ ہو مولا کی ولا میں — یوں چھوڑ کے گوہر کو نہ تو بہرِ خذف جا
مولیٰ کی امامت سے محبت ہے تو اے غافل — اربابِ جماعت کی نہ تو چھوڑ کے صف جا

کہدے کوئی گھیرا ہے بلاؤں نے حسنؔ کو
اے شیرِ خدا بہرِ مدد تیغ بکف جا

ردیف بائے تازی

دردِ دل کر مجھے عطا یارب — دے مرے درد کی دوا یارب
لاج رکھ لے گنہگاروں کی — نام رحمٰن ہے ترا یارب
عیب میرے نہ کھول محشر میں — نام ستار ہے ترا یارب
بے سبب بخش دے نہ پوچھ عمل — نام غفار ہے ترا یارب
زخم گہرا سا تیغِ الفت کا — میرے دل کو بھی کر عطا یارب
یوں گموں میں کہ تجھ سے مِل جاؤں — یوں گما اس طرح ملا یارب
بھول کر بھی نہ آئے یاد اپنی — میرے دل سے مجھے بھلا یارب
خاک کر اپنے آستانے کی — یوں ہمیں خاک میں ملا یارب
میری آنکھیں مرے لئے ترسیں — مجھ سے ایسا مجھے چھپا یارب
ٹیس کم ہو نہ دردِ الفت کی — دل تڑپتا رہے ترا یارب
نہ بھریں زخم دل ہرے ہو کر — رہے گلشن ہرا بھرا یارب
تیری جانب یہ مشتِ خاک اڑے — بھیج ایسی کوئی ہوا یارب
داغِ الفت کی تازگی نہ گھٹے — باغِ دل کا رہے ہرا یارب
سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ — تو نے جب سے سنا دیا یارب
آسرا ہم گناہگاروں کا — اور مضبوط ہو گیا یارب
ہے اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ — میرے ہر درد کی دوا یارب

تو نے میرے ذلیل ہاتھوں میں
دامنِ مصطفیٰ دیا یارب

تو نے دی مجھ کو نعمتِ اسلام
پھر جماعت میں لے لیا یارب

کر دیا تو نے قادری مجھ کو
تیری قدرت کے میں فدا یارب

دولتیں ایسی نعمتیں اتنی
بے غرض تو نے کیں عطا یارب

دے کے لیتے نہیں کریم کبھی
جو دیا جس کو دے دیا یارب

تو کریم اور کریم بھی ایسا
کہ نہیں جس کا دوسرا یارب

ظن نہیں بلکہ ہے یقین مجھے
وہ بھی تیرا دیا ہوا یارب

ہوگا دنیا میں قبر و محشر میں
مجھ سے اچھا معاملہ یارب

اس نکمے سے کام لے ایسے
یہ نکما ہو کام کا یارب

مجھے ایسے عمل کی دے توفیق
کہ ہو راضی تری رضا یارب

جس نے اپنے لئے برائی کی
ہے یہ نادان وہ برا یارب

ہر بھلے کی بھلائی کا صدقہ
اس برے کو بھی کر بھلا یارب

میں نے بنتی ہوئی بگاڑی بات
بات بگڑی ہوئی بنا یارب

میں نے سُبحٰنَ رَبِّیَ الاَعلیٰ
خاک پر رکھ کے سر کہا یارب

صدقہ اس دی ہوئی بلندی کا
پستیوں سے مجھے بچا یارب

بونے والے جو بوئیں وہ کاٹیں
یہ ہوا تو میں مر مٹا یارب

آہ جو بو چکا ہوں وقت دِرو
ہوگا حسرت کا سامنا یارب

پاک ہے دَرد و دُرد سے جو مے
جام اُس کا مجھے پلا یارب

کر کے گسترہ خوانِ اُدْعُونِی
تو نے بندوں کو دی صلا یارب

آستاں پر ترے ترا منگتا
سنکر آیا ہے یہ صدا یارب

نعمت اَسْتَجِبْ سے پائے بھیک
ہاتھ پھیلا ہوا مرا یارب

تجھ سے وہ مانگوں میں جو بہتر ہو
مدعی ہو نہ مدعا یارب

مجھے دونوں جہاں کے غم سے بچا
شاد رکھ شاد دائما یارب

مجھ پر اور میرے دونوں بھائیوں پر
سایہ ہو تیرے فضل کا یارب

عیش تینوں گھروں کے تینوں کو
اپنی رحمت سے کر عطا یارب

میرے فاروق و حامد و حسنین
درد و غم سے رہیں جدا یارب

لختِ دل مصطفےٰ حسین رضا
ہر جگہ پائیں مرتبہ یارب

سایۂ پنجتن ہوں پانچوں پر
دائما ہو تری عطا یارب

دونوں عالم کی نعمتیں پائے
مرتضےٰ بہر مصطفےٰ یارب

علم و عمر و عمل فراخ معاش
مجتبےٰ کو بھی کر عطا یارب

کر دے فضل و نعم سے مالا مال
غم الم سے انھیں بچا یارب

ان کے دشمن ذلیل خوار رہیں
رد رہے ان کی ہر بلا یارب

بال بیکا کبھی نہ ہو ان کا
بول بالا ہو دائما یارب

میری ماں میری بہنیں بھانجے سب
پائیں آرامِ دوسرا یارب

اور بھی جتنے میرے پیارے ہیں
حاجتیں سب کی ہوں روا یارب

میرے احباب پر بھی فضل رہے
تیرا تیرے حبیب کا یارب

اہل سنت کی ہر جماعت پر
ہر جگہ ہو تری عطا یارب

دشمنوں کے لیے ہدایت کی
تجھ سے کرتا ہوں التجا یارب

تو حسن کو اٹھا حسن کر کے
ہو مع الخیر خاتمہ یارب

سر سے پا تک ہر ادا ہے لاجواب
خوبرویوں میں نہیں تیرا جواب

حُسن ہے بے مثل صورت لاجواب
میں فدا تم آپ ہو اپنا جواب

پوچھے جاتے ہیں عمل میں کیا کہوں
تم سکھا جاؤ مرے مولا جواب

میری حامی ہے تیری شانِ کریم
پرسشِ روزِ قیامت کا جواب

ہے دعائیں سنگِ دشمن کا عوض
اس قدر نرم ایسے پتھر کا جواب

پلتے ہیں ہم سے نکمے بے شمار
ہے کہیں اس آستانہ کا جواب

روزِ محشر ایک تیرا آسرا
سب سوالوں کا جوابِ لاجواب

میں یدِ بیضا کے صدقے اے کلیم
پر کہاں ان کی کفِ پا کا جواب

کیا عمل تو نے کیے اس کا سوال
تیری رحمت چاہیے میرا جواب

مہر و مہ ذرّے ہیں اُن کی راہ کے   کون دے نقشِ کفِ پا کا جواب
تم سے اُس بیمار کو صحت ملے   جس کو دیدیں حضرت عیسیٰ جواب
دیکھ رضوان دشتِ طیبہ کی بہار   میری جنت کا نہ پائے گا جواب
شور ہے لطف و عطا کا شور ہے   مانگنے والا نہیں سنتا جواب
جرم کی پاداش پاتے اہلِ جرم   اُلٹی باتوں کا نہ ہو سیدھا جواب
پر تمہارے لطف آڑے آگئے   دیدیا محشر میں پرسش کا جواب

ہے حسنؔ محوِ جمالِ روئے دوست
اے نکیرین اس سے پھر لینا جواب

جانبِ مغرب وہ چمکا آفتاب   بھیک کا مشرق سے نکلا آفتاب
جلوہ فرما ہو جو میرا آفتاب   ذرہ ذرہ سے ہو پیدا آفتاب
عارضِ پُر نور کا صاف آئینہ   جلوۂ حق کا چمکتا آفتاب
یہ تجلی گاہِ ذاتِ بحت ہے   زلفِ انور ہے شب آسا آفتاب
دیکھنے والوں کے دل ٹھنڈے کئے   عارضِ انور ہے ٹھنڈا آفتاب
ہے شبِ دیجور طیبہ نور سے   ہم سیہ کاروں کا کالا آفتاب
بخت چمکا دے اگر شانِ جمال   ہو مری آنکھوں کا تارا آفتاب
نور کے سانچے میں ڈھالا ہے تجھے   کیوں ترے جلووں کا ڈھلتا آفتاب
ناخدائی سے نکالا آپ نے   چشمۂ مغرب سے ڈوبا آفتاب
ذرہ کی تابش ہے اُن کی راہ میں   یا ہوا ہے گر کے ٹھنڈا آفتاب
گرمیوں پر ہے وہ حُسنِ بے زوال   ڈھونڈھتا پھرتا ہے سایہ آفتاب
اُن کے در کے ذرّہ سے کہتا ہے مہر   ہے تمہارے در کا ذرہ آفتاب
شامِ طیبہ کی تجلّی دیکھ کر   ہو تری تابش کا تڑکا آفتاب
روئے مولیٰ سے اگر اٹھتا نقاب   چرخ کھا کر غش میں گرتا آفتاب
کہہ رہی ہے صبحِ مولد کی ضیا   آج اندھیرے سے ہے نکلا آفتاب
وہ اگر دیں نکہت و طلعت کی بھیک   ذرہ ذرہ ہو مہکتا آفتاب

تلوے اور تلوے کے جلوے پر نثار — پیارا پیارا نور پیارا آفتاب
اے خدا ہم ذروں کے بھی دن پھریں — جلوہ فرما ہو ہمارا آفتاب
اُن کے ذرہ کے نہ سر چڑھ حشر میں — دیکھ اب بھی ہے سویرا آفتاب

جس سے گزرے اے حسنؔ وہ مہرِ حسن
اُس کا ہو اندھیرا آفتاب

ردیف تائے منقوطہ

پُر نور ہے زمانہ صبحِ شبِ ولادت — پردہ اٹھا ہے کس کا صبحِ شبِ ولادت
جلوہ ہے حق کا جلوہ صبحِ شبِ ولادت — سایہ خدا کا سایہ صبحِ شبِ ولادت
فصلِ بہار آئی شکلِ نگار آئی — گلزار ہے زمانہ صبحِ شبِ ولادت
پھولوں سے باغ مہکے شاخوں پہ مرغ چہکے — عہدِ بہار آیا صبحِ شبِ ولادت
پژمردہ حسرتوں کے سب کھیت لہلہائے — جاری ہوا وہ دریا صبحِ شبِ ولادت
گُل ہے چراغِ صرصر گُل سے چمن معطر — آیا کچھ ایسا جھونکا صبحِ شبِ ولادت
قطرہ میں لاکھ دریا گُل میں ہزار گلشن — نشو و نما ہے کیا کیا صبحِ شبِ ولادت
جنت کے ہر مکاں کی آئینہ بندیاں ہیں — آراستہ ہے دنیا صبحِ شبِ ولادت
دِل جگمگا رہے ہیں قسمت چمک اٹھی ہے — پھیلا نیا اُجالا صبحِ شبِ ولادت
چٹکے ہوئے دلوں کے مدت کے میل چھوٹے — اَبرِ کرم وہ برسا صبحِ شبِ ولادت
بلبل کا آشیانہ چھایا گیا گلوں سے — قسمت نے رنگ بدلا صبحِ شبِ ولادت
ارض و سما سے منگتا دوڑے ہیں بھیک لینے — بانٹے گا کون باڑا صبحِ شبِ ولادت
انوار کی ضیائیں پھیلی ہیں شام ہی سے — رکھتی ہے مہر کیسا صبحِ شبِ ولادت
مکہ میں شام کے گھر روشن ہیں ہر نگر پر — چمکا ہے وہ اُجالا صبحِ شبِ ولادت
شوکت کا دبدبہ ہے ہیبت کا زلزلہ ہے — شق ہے مکانِ کسریٰ صبحِ شبِ ولادت
خطبہ ہوا زمیں پر سکہ پڑا فلک پر — پایا جہاں نے آقا صبحِ شبِ ولادت

آئی نئی حکومت سکہ نیا چلے گا
عالم نے رنگ بدلا صبحِ شبِ ولادت

روح الامیں نے گاڑا کعبہ کی چھت پہ جھنڈا
تا عرش اڑا پھریرا صبحِ شبِ ولادت

دونوں جہاں کی شاہی ناکتخدا دولہن تھی
پایا دولہن نے دولھا صبحِ شبِ ولادت

پڑھتے ہیں عرش والے سنتے ہیں فرش والے
سلطانِ نو کا خطبہ صبحِ شبِ ولادت

چاندی ہے مفلسوں کی باندی ہے خوش نصیبی
آیا کرم کا داتا صبحِ شبِ ولادت

عالم کے دفتروں میں ترمیم ہو رہی ہے
بدلا ہے رنگ دنیا صبحِ شبِ ولادت

ظلمت کے سب رجسٹر حرفِ غلط ہوئے ہیں
کاٹا گیا سیاہا صبحِ شبِ ولادت

ملکِ ازل کا سرور سب سروروں کا افسر
تختِ ابد پہ بیٹھا صبحِ شبِ ولادت

سوکھا پڑا ہے ساوا دریا ہوا سماوا
ہے خشک و تر پہ قبضہ صبحِ شبِ ولادت

نوابیاں سدھاریں جاری ہیں شاہی آئیں
کچا ہوا علاقہ صبحِ شبِ ولادت

دن پھر گئے ہمارے سوتے نصیب جاگے
خورشید ہی وہ چمکا صبحِ شبِ ولادت

قربان اے دوشنبے تجھ پر ہزار جمعے
وہ فضل تونے پایا صبحِ شبِ ولادت

پیارے ربیع الاول تیری جھلک کے صدقے
چمکا دیا نصیبا صبحِ شبِ ولادت

وہ مہر مہر فرما وہ ماہِ عالم آرا
تاروں کی چھاؤں آیا صبحِ شبِ ولادت

نوشہ بناؤ ان کو دولھا بناؤ ان کو
ہے عرش تک یہ شہرہ صبحِ شبِ ولادت

شادی رچی ہوئی ہے بجتے ہیں شادیانے
دولھا بنا وہ دولھا صبحِ شبِ ولادت

محروم رہ نہ جائیں دن رات برکتوں سے
اس واسطے وہ آیا صبحِ شبِ ولادت

عرشِ عظیم جھومے کعبہ زمین چومے
آتا ہے عرش والا صبحِ شبِ ولادت

ہشیار ہوں بھکاری نزدیک ہے سواری
یہ کہہ رہا ہے ڈنکا صبحِ شبِ ولادت

بندوں کو عیش شادی اعدا کو نامرادی
کرّکیت کا ہے کڑکا صبحِ شبِ ولادت

تارے ڈھلک کر آئے کاسے کٹورے لائے
یعنی بٹے گا صدقہ صبحِ شبِ ولادت

آمد کا شور سن کر گھر آئے ہیں بھکاری
گھیرے کھڑے ہیں رستہ صبحِ شبِ ولادت

ہر جان منتظر ہے ہر دیدہ رہ نگر ہے
غوغا ہے مرحبا کا صبحِ شبِ ولادت

جبریل سر جھکائے قدسی پرے جمائے
ہیں سرو قد ستادہ صبحِ شبِ ولادت

کس داب کس ادب سے کس جوش کس طرب سے
پڑھتے ہیں ان کا کلمہ صبحِ شبِ ولادت

ہاں دین والو اٹھو تعظیم والو اٹھو
آیا تمہارا مولیٰ صبحِ شبِ ولادت

اُٹھو حضور آئے شاہِ غیور آئے
سلطانِ دین و دنیا صبحِ شبِ ولادت

اٹھو ملائک اُٹھے ہیں عرش و فلک اٹھے ہیں
کرتے ہیں اُن کو سجدہ صبحِ شبِ ولادت

آؤ فقیر آؤ منہ مانگی آس پاؤ
بابِ کریم ہے وا صبحِ شبِ ولادت

سوکھی زبانوں آؤ اے جلتی جانوں آؤ
لہرا رہا ہے دریا صبحِ شبِ ولادت

مرجھائی کلیوں آؤ کمھلائے پھولوں آؤ
برسا کرم کا جھالا صبحِ شبِ ولادت

تیری چمک دمک سے عالم جھلک رہا ہے
میرے بھی بخت چمکا صبحِ شبِ ولادت

تاریک رات غم کی لائی بلا ستم کی
صدقہ تجلیوں کا صبحِ شبِ ولادت

لایا ہے شیر تیرا نورِ خدا کا جلوہ
دل کر دے دودھ دھویا صبحِ شبِ ولادت

بانٹا ہے دو جہاں میں تو نے ضیا کا باڑہ
دیدے حسنؔ کا حصہ صبحِ شبِ ولادت

ذکرِ شہادت

باغ جنت کے ہیں بہرِ مدح خوانِ اہلبیت
تم کو مژدہ نار کا اے دشمنانِ اہلبیت

کس زباں سے ہو بیانِ عز و شانِ اہلبیت
مدح گوئے مصطفےٰ ہے مدح خوانِ اہلبیت

اُن کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیان
آیۂ تطہیر سے ظاہر ہے شانِ اہلبیت

مصطفےٰ عزت بڑھانے کے لئے تعظیم دیں
ہے بلند اقبال تیرا دودمانِ اہلبیت

اُن کے گھر میں بے اجازت جبرئیل آتے نہیں
قدر والے جانتے ہیں قدر و شانِ اہلبیت

مصطفےٰ بائع خریدار اُس کا اللہ اشتری
خوب چاندی کر رہا ہے کاروانِ اہلبیت

رزم کا میداں بنا ہے جلوہ گاہِ حسن و عشق
کربلا میں ہو رہا ہے امتحانِ اہلبیت

پھول زخموں کے کھلائے ہیں ہوائے دوست نے
خون سے سینچا گیا ہے گلستانِ اہلبیت

حوریں کرتی ہیں عروسانِ شہادت کا سنگار
خوبرو دولھا بنا ہے ہر جوانِ اہلبیت

ہو گئی تحقیق عیدِ دید آبِ تیغ سے
اپنے روزے کھولتے ہیں صائمانِ اہلبیت

جمعہ کا دن ہے کتابیں زیست کی طے کرکے آج
کھیلتے ہیں جان پر شہزادگانِ اہلبیت

اے شبابِ فصلِ گل یہ چل گئی کیسی ہوا
کٹ رہا ہے لہلہاتا بوستانِ اہلبیت

کس شقی کی ہے حکومت ہائے کیا اندھیر ہے
دن دہاڑے لٹ رہا ہے کاروانِ اہلبیت

خشک ہو جا خاک ہو کر خاک میں مل جا فرات
خاک تجھ پر دیکھ تو سوکھی زبانِ اہلبیت

خاک پر عباس و عثمانِ علمبردار ہیں
بیکسی اب کون اٹھائیگا نشانِ اہلبیت

تیری قدرت جانور تک آب سے سیراب ہوں
پیاس کی شدت میں تڑپے بے زبانِ اہلبیت

قافلہ سالار منزل کو چلے ہیں سونپ کر
وارثِ بے وارثاں کو کاروانِ اہلبیت

فاطمہ کے لاڈلے کا آخری دیدار ہے
حشر کا ہنگامہ برپا ہے میانِ اہلبیت

وقتِ رخصت کہہ رہا ہے خاک میں ملتا سہاگ
لو سلامِ آخری اے بیوگانِ اہلبیت

ابرِ فوجِ دشمناں میں اے فلک یوں ڈوب جائے
فاطمہ کا چاند مہرِ آسمانِ اہلبیت

کس مزے کی لذتیں ہیں آبِ تیغِ یار میں
خاک و خوں میں لوٹتے ہیں تشنگانِ اہلبیت

باغِ جنت چھوڑ کر آئے ہیں محبوبِ خدا
اے زہے قسمت تمہاری کشتگانِ اہلبیت

حوریں بے پردہ نکل آئی ہیں سر کھولے ہوئے
آج کیسا حشر ہے برپا میانِ اہلبیت

کوئی کیوں پوچھے کسی کو کیا غرض اے بیکسی
آج کیسا ہے مریضِ نیم جانِ اہلبیت

گھر لٹانا جان دینا کوئی تجھ سے سیکھ جائے
جانِ عالم ہو فدا اے خاندانِ اہلبیت

سر شہیدانِ محبت کے ہیں نیزوں پر بلند
اور اونچی کی خدا نے قدر و شانِ اہلبیت

دولتِ دیدار پائی پاک جانیں بیچ کر
کربلا میں خوب ہی چمکی دوکانِ اہلبیت

زخم کھانے کو تو آبِ تیغ پینے کو دیا
خوب دعوت کی بلا کر دشمنانِ اہلبیت

اپنا سودا بیچ کر بازار سونا کر گئے
کونسی بستی بسائی تاجرانِ اہلبیت

اہلِ بیتِ پاک سے گستاخیاں بے باکیاں
لعنۃ اللہِ علیکم دشمنانِ اہلبیت

بے ادب گستاخ فرقہ کو سنا دے اے حسن
یوں کہا کرتے ہیں سنّی داستانِ اہلبیت

ردیف ثائے مثلثہ

جاں بلب ہوں آ مری جاں الغیاث
ہوتے ہیں کچھ اور ساماں الغیاث

درد مندوں کو دوا ملتی نہیں
اے دوائے درد منداں الغیاث

جاں سے جاتے ہیں بیچارے غریب
چارہ فرمائے غریباں الغیاث

حد سے گزریں درد کی بے دردیاں
درد سے بیحد ہوں نالاں الغیاث

بیقراری چین لیتی ہی نہیں،
اے قرارِ بے قراراں الغیاث

حسرتیں دل میں بہت بیچین ہیں
گھر ہوا جاتا ہے زنداں الغیاث

خاک ہے پامال میری کوبکو
اے ہوائے کوئے جاناں الغیاث

المدد اے زلفِ سرور المدد
ہوں بلاؤں میں پریشاں الغیاث

دِل کی اُلجھن دُور کر گیسوئے پاک
اے کرم کے سنبلستاں الغیاث

اے سرِ پُر نور اے سِترِ خدا
ہوں سراسیمہ پریشاں الغیاث

غمزدوں کی شام ہے تاریک رات
اے جبیں اے ماہِ تاباں الغیاث

ابروئے شہ کاٹ دے زنجیرِ غم
تیرے صدقے تیرے قرباں الغیاث

دل کے ہر پہلو میں غم کی پھانس ہے
میں فدا مژگانِ جاناں الغیاث

چشمِ رحمت آ گیا آنکھوں میں دم
دیکھ حالِ خستہ حالاں الغیاث

مردمک اے مہر نور ذات بحث
ہیں سیہ بختی کے ساماں الغیاث

تیر غم کے دل میں چھد کر رہ گئے
اے نگاہِ مہرِ جاناں الغیاث

اے کرم کی کان اے گوشِ حضور
سُن لے فریادِ غریباں الغیاث

عارضِ رنگیں خزاں کو دور کر
اے جناں آرا گلستاں الغیاث

بینی پُر نور حالِ ما بہ بیں
ناک میں دم ہے مرے جاں الغیاث

جاں بلب ہوں جاں بلب پر رحم کر
اے لب عیسیٰ دوراں الغیاث

اے تبسم غنچہائے دل کی جاں
کِھل چلیں مرجھائی کلیاں الغیاث

اے دہن اے چشمۂ آبِ حیات
مر مٹے دے آبِ حیواں الغیاث

دُرِّ مقصد کے لئے ہوں غرقِ غم
گوہرِ شاداب دنداں الغیاث

اے زبانِ پاک کچھ کہدے کہ ہو
رد بلائے بے زبانان الغیاث

اے کلام اے راحتِ جانِ کلیم
کلمہ گو ہے غم سے نالاں الغیاث

کامِ شہ اے کام بخش کامِ دل
ہوں میں ناکامی سے گریاں الغیاث

چاہِ غم میں ہوں گرفتارِ الم
چاہِ یوسف اے زنخداں الغیاث

ریشِ اطہر سنبلِ گلزارِ خلد
ریش غم سے ہوں پریشاں الغیاث

اے گلوئے صبحِ جنت شمعِ نور
تیرہ ہے شامِ غریباں الغیاث

غم سے ہوں ہمدوش اے دوشِ المدد
دوش پر ہے بارِ عصیاں الغیاث

اے بغل اے صبح کافورِ بہشت
مہر بر شامِ غریباں الغیاث

غنچۂ گل عطر دانِ عطرِ خلد
بوئے غم سے ہوں پریشاں الغیاث

بازوئے شہ دستگیری کر مری
اے توانِ ناتواناں الغیاث

دستِ اقدس اے مرے نیسانِ جود
غم کے ہاتھوں سے ہوں گریاں الغیاث

اے کفِ دست اے یدِ بیضا کی جاں
تیرہ دل ہو نور افشاں الغیاث

ہم سیہ ناموں کو اے تحریرِ دست
تو ہو دستاویزِ غفراں الغیاث

پھر بہائیں انگلیاں انہارِ فیض
پیاس سے ہونٹوں پہ ہے جاں الغیاث

بہرِ حق اے ناخن اے عقدہ کشا
مشکلیں ہو جائیں آساں الغیاث

سینۂ پرنور صدقہ نور کا
بے ضیا سینہ ہے ویراں الغیاث

قلبِ انور تجھ کو سب کی فکر ہے
کردے بے فکری کے ساماں الغیاث

اے جگر تجھ کو غلاموں کا ہے درد
میرے دکھ کا بھی ہو درماں الغیاث

اے شکم بھر پیٹ صدقہ نور کا
پیٹ بھر اے کانِ احساں الغیاث

پشتِ والا میری پشتی پر ہو تو
رو برو ہیں غم کے ساماں الغیاث

مُہرِ پشتِ پاک میں تجھ پر فدا
دیدے آزادی کا فرماں الغیاث

تیرے صدقے اے کمر بستہ کمر
ٹوٹی کمروں کا ہو درماں الغیاث

پائے انور اے سرافرازی کی جاں
میں شکستہ پا ہوں جاناں الغیاث

نقشِ پا اے نو گلِ گلزارِ خلد
ہو یہ اُجڑا بن گلستاں الغیاث

اے سراپا اے سراپا لطفِ حق
ہوں سراپا جرم و عصیاں الغیاث

اے عمامہ دور گردش دور کر
گِرد پھر پھر کر ہوں قرباں الغیاث

نیچے نیچے دامنوں والی عبا
خوار ہے خاکِ غریباں الغیاث

پڑ گئی شامِ الم میرے گلے
جلوۂ صبحِ گریباں الغیاث

کھول مشکل کی گرہ بندِ قبا
بند غم میں ہوں پریشاں الغیاث

آستیں نقدِ عطا در آستیں
بےنوا ہیں اشک ریزاں الغیاث

چاک اے چاکِ جگر کے بخیہ گر
دل ہے غم سے چاک جاناں الغیاث

عیب کھلتے ہیں گدا کے روزِ حشر
دامنِ سلطان خوباں الغیاث

دور دامن دور دورہ ہے تیرا
دور کر دوری کا دوراں الغیاث

ہوں فسردہ خاطر اے گلگوں قبا
دل کھلا دیں تیری کلیاں الغیاث

دل ہے ٹکڑے ٹکڑے پیوندِ لباس
اے پناہِ خستہ حالاں الغیاث

ہے پھٹے حالوں مرا رختِ عمل
اے لباسِ پاک جاناں الغیاث

نعلِ شہ عزت ہے میری تیرے ہاتھ
اے وقارِ تاجِ شاہاں الغیاث

اے شراکِ نعلِ پاک مصطفیٰ
زیرِ نشتر ہے رگِ جاں الغیاث

شانۂ شہ دل ہے غم سے چاک چاک
اے انیسِ سینہ چاکاں الغیاث

سُرمۂ اے چشم و چراغِ کوہِ طور
ہے سیہ شامِ غریباں الغیاث

ٹوٹتا ہے دم میں ڈورا سانس کا
ریشۂ مسواکِ جاناں الغیاث

آئینہ اے منزلِ انوارِ قدس
تیرہ بختی ہے ہوں حیراں الغیاث

سخت دشمن ہے حسنؔ کی تاک میں
المدد محبوبِ یزداں الغیاث

استغاثہ بجنابِ غوثیت

پڑے مجھ پر نہ کچھ افتاد یا غوث — مدد پر ہو تری امداد یا غوث
اُڑے تیری طرف بعدِ فنا خاک — نہ ہو مٹی مری برباد یا غوث
مرے دل میں بسیں جلوے تمھارے — یہ ویرانہ بنے بغداد یا غوث
نہ بھولوں بھول کر بھی یاد تیری — نہ یاد آئے کسی کی یاد یا غوث
مُریدی لاتخف فرماتے آؤ — بلاؤں میں ہے یہ ناشاد یا غوث
گلے تک آگیا سیلاب غم کا — چلا میں آئیے فریاد یا غوث
نشیمن سے اُڑا کر بھی نہ چھوڑا — ابھی ہے گھات میں صیاد یا غوث
خمیدہ سر گرفتارِ قضا ہے — کشیدہ خنجر جلاد یا غوث
اندھیری رات جنگل میں اکیلا — مدد کا وقت ہے فریاد یا غوث
کھلا دو غنچۂ خاطر کہ تم ہو — بہارِ گلشنِ ایجاد یا غوث
مرے غم کی کہانی آپ سن لیں — کہوں میں کس سے یہ روداد یا غوث
رہوں آزاد قیدِ عشق کب تک — کرو اس قید سے آزاد یا غوث
کرو گے کب تک اچھا مجھ بُرے کو — مرے حق میں ہے کیا ارشاد یا غوث
غمِ دنیا غمِ قبر و غمِ حشر — خدارا کر دے مجھ کو شاد یا غوث

حسنؔ منگتا ہے دیدے بھیک داتا
رہے یہ راج پاٹ آباد یا غوث

ردیف جیم تازی

کیا مژدۂ جاں بخش سنائیگا قلم آج
کاغذ پہ جو سو ناز سے رکھتا ہے قدم آج

آمد ہے یہ کس بادشہِ عرش مکاں کی
آتے ہیں فلک سے جو حسینانِ ارم آج

کس گل کی ہے آمد کہ خزاں دیدہ چمن میں
آتا ہے نظر نقشۂ گلزارِ ارم آج

نذرانہ میں سر دینے کو حاضر ہے زمانہ
اس بزم میں کس شاہ کے آتے ہیں قدم آج

بادل سے جو رحمت کے سرِ شام گھرے ہیں
برسے گا مگر صبح کو بارانِ کرم آج

کس چاند کی پھیلی ہے ضیا کیا یہ سماں ہے
ہر بام پہ ہے جلوہ نما نورِ قدم آج

کھلتا نہیں کس جانِ مسیحا کی ہے آمد
بت بولتے ہیں قالبِ بے جاں میں ہے دم آج

بُت خانوں میں وہ قہر کا کہرام پڑا ہے
مِل مِل کے گلے روتے ہیں کفار و صنم آج

کعبہ کا ہے نغمہ کہ ہوا لوث سے میں پاک
بُت نِکلے کہ آئے مرے مالک کے قدم آج

تسلیم میں سر وجد میں دل منتظر آنکھیں
کِس پھول کے مشتاق ہیں مرغانِ حرم آج

اے کفر جھکا سر وہ شہِ بُت شکن آیا
گردن ہے تری دم میں تہِ تیغِ دو دم آج

کچھ رعبِ شہنشاہ ہے کچھ ولولۂ شوق
ہے طرفہ کشاکش میں دلِ بیتِ حرم آج

پُرنور جو ظلمت کدۂ دہر ہوا ہے
روشن ہے کہ آتا ہے وہ مہتابِ کرم آج

ظاہر ہے کہ سلطانِ دو عالم کی ہے آمد
کعبہ پہ ہوا نصب جو یہ سبز علم آج

گر عالمِ ہستی میں وہ مہ جلوہ فگن ہے
تو سایہ کے جلوہ پہ فدا اہلِ عدم آج

ہاں مفلسو خوش ہو کہ ملا دامنِ دولت
تر دامنو مژدہ وہ اٹھا ابرِ کرم آج

تعظیم کو اٹھے ہیں ملک تم بھی کھڑے ہو
پیدا ہوئے سلطانِ عرب شاہِ عجم آج

کل نارِ جہنم سے حسنؔ امن و اماں ہو
اس مالکِ فردوس پہ صدقے ہوں جو ہم آج

ردیف حائے حطی

دشت مدینہ کی ہے عجب پُر بہار صبح
ہر ذرہ کی چمک سے عیاں ہیں ہزار صبح

مونھ دھو کے جوئے شیر میں آئے ہزار صبح
شام حرم کی پائے نہ ہرگز بہار صبح

للہ اپنے جلوۂ عارض کی بھیک دے
کر دے سیاہ بخت کی شب ہائے تار صبح

روشن ہیں ان کے جلوۂ رنگیں کی تابشیں
بلبل ہیں جمع ایک چمن میں ہزار صبح

رکھتی ہے شامِ طیبہ کچھ ایسی تجلیاں
سو جان سے ہو جس کی ادا پر نثار صبح

نسبت نہیں سحر کو گریبانِ پاک سے
جوشِ فروغ سے ہے عیاں تار تار صبح

آتے ہیں پاسبانِ درِ شہ فلک سے روز
ستر ہزار شام تو ستر ہزار صبح

اے ذرۂ مدینہ خدارا نگاہِ مہر
تڑکے سے دیکھتی ہے ترا انتظار صبح

زلفِ حضور عارضِ پُر نور پر نثار
کیا نور بار شام ہے کیا جلوہ بار صبح

نورِ ولادتِ مہِ طیبہ کا فیض ہے
رہتی ہے جنتوں میں جو لیل و نہار صبح

ہر ذرۂ حرم سے نمایاں ہزار مہر
ہر مہر سے طلوع کناں بے شمار صبح

گیسو کے بعد یاد ہو رخسار پاک کی
ہو مشکبار شام کی کافور بار صبح

کیا نورِ دل کو نجدیٔ تیرہ دلوں سے کام
تا حشر شام سے نہ ملے زینہار صبح

حسنِ شباب ذرۂ طیبہ کچھ اور ہے
کیا کورِ باطن آئینہ کیا شیر خوار صبح

بس چل سکے تو شام سے پہلے سفر کرے
طیبہ کی حاضری کے لئے بے قرار صبح

مایوس کیوں ہوں خاک نشیں حسنِ یار سے
آخر ضیائے ذرہ کی ہے ذمہ دار صبح

کیا دشتِ پاک طیبہ سے آئی ہے اے حسنؔ
لائی جو اپنی جیب میں نقدِ بہار صبح

جو نور بار ہوا آفتاب حسن ملیح
ہوئے زمین و زماں کامیاب حسنِ ملیح

زوالِ مہر کو ہو ماہ کا جمال گھٹے ۔۔۔ مگر ہے اوجِ ابد پر شبابِ حسنِ ملیح
زمیں کے پھول گریباں دریدۂ غمِ عشق ۔۔۔ فلک پہ بدر دل افگار تابِ حسنِ ملیح
دلوں کی جان ہے لطفِ صباحتِ یوسف ۔۔۔ مگر ہوا ہے نہ ہوگا جوابِ حسنِ ملیح
الٰہی موت سے یوں آئے مجھ کو میٹھی نیند ۔۔۔ رہے خیال کی راحت ہو خوابِ حسنِ ملیح
جمال والوں میں ہے شورِ عشق اور ابھی ۔۔۔ ہزار پردوں میں ہے آب و تابِ حسنِ ملیح
زمینِ شور بنے تختۂ گل و سنبل ۔۔۔ عرق فشاں ہو اگر آب و تابِ حسنِ ملیح
نثار دولتِ بیدار و طالعِ ازواج ۔۔۔ نہ دیکھی چشمِ زلیخا نے خوابِ حسنِ ملیح
تجلیوں نے نمک بھر دیا ہے آنکھوں میں ۔۔۔ ملاحت آپ ہوئی ہے حجابِ حسنِ ملیح
نمک کا خاصہ ہے اپنے کیف پر لانا ۔۔۔ ہر ایک شے نہ ہو کیوں بہرہ یابِ حسنِ ملیح
عسل ہو آب بنے کوزہائے قند حباب ۔۔۔ جو بحرِ شور میں ہو عکس آبِ حسنِ ملیح
دلِ صباحتِ یوسف میں سوزِ عشقِ حضور ۔۔۔ نبات قند ہوئے ہیں کبابِ حسنِ ملیح
صبیح ہوں کہ صباحت جمیل ہوں کہ جمال ۔۔۔ غرض سبھی ہیں نمک خوار بابِ حسنِ ملیح
کھلے جب آنکھ نظر آئے وہ ملاحت پاک ۔۔۔ بیاضِ صبح ہو یارب کتابِ حسنِ ملیح
حیاتِ بے مزہ و بختِ تیرہ مَیں دارم ۔۔۔ بتاب اے مہ گردوں جنابِ حسنِ ملیح

حسؔن کی پیاس بجھا کر نصیب چمکا دے
ترے نثار میں اے آب و تابِ حسنِ ملیح

ردیف خائے معجمہ

سحابِ رحمتِ باری ہے بارھویں تاریخ ۔۔۔ کرم کا چشمۂ جاری ہے بارھویں تاریخ
ہمیں تو جان سے پیاری ہے بارھویں تاریخ ۔۔۔ عدو کے دل کو کٹاری ہے بارھویں تاریخ
اسی نے موسمِ گل کو کیا ہے موسمِ گل ۔۔۔ بہارِ فصلِ بہاری ہے بارھویں تاریخ
بنی ہے سرمۂ چشمِ بصیرت و ایماں ۔۔۔ اُٹھی جو گردِ سواری ہے بارھویں تاریخ
ہزار عید ہوں ایک ایک لحظہ پر قرباں ۔۔۔ خوشی دلوں پہ وہ طاری ہے بارھویں تاریخ

فلک پہ عرشِ بریں کا گمان ہوتا ہے / زمینِ خلد کی کیاری ہے بارھویں تاریخ
تمام ہو گئی میلادِ انبیا کی خوشی / ہمیشہ اب تری باری ہے بارھویں تاریخ
دلوں کے میل دھلے گل کھلے سرور ملے / عجیب چشمہ جاری ہے بارھویں تاریخ
چڑھی ہے اوج پہ تقدیر خاکسار دل کی / خدا نے جب سے اتاری ہے بارھویں تاریخ
خدا کے فضل سے ایمان میں ہیں ہم پورے / کہ اپنی روح میں ساری ہے بارھویں تاریخ
ولادتِ شہِ دیں ہر خوشی کی باعث ہے / ہزار عید سے بھاری ہے بارھویں تاریخ
ہمیشہ تو نے غلاموں کے دل کیے ٹھنڈے / جلے جو تجھ سے وہ ناری ہے بارھویں تاریخ
خوشی ہے اہلِ سنن میں مگر عدو کے یہاں / فغان و شیون و زاری ہے بارھویں تاریخ
جدھر گیا سنی آواز یا رسول اللہ / ہر ایک جگہ اُسے خواری ہے بارھویں تاریخ
عدو ولادتِ شیطاں کے دن منائے خوشی / کہ عید عید ہماری ہے بارھویں تاریخ

حسنؔ ولادتِ سرکار سے ہوا روشن
مرے خدا کو بھی پیاری ہے بارھویں تاریخ

ردیف دال مہملہ

ذاتِ والا پہ بار بار درود / بار بار اور بے شمار درود
روئے انور پہ نور بار سلام / زلفِ اطہر پہ مشکبار درود
اُس مہک پر شمیم بیز سلام / اُس چمک پر فروغ بار درود
اُن کے ہر جلوہ پر ہزار سلام / اُن کے ہر لمعہ پر ہزار درود
اُن کی طلعت پر جلوہ ریز سلام / اُن کی نکہت پہ عطر بار درود
جس کی خوشبو بہار خلد بسائے / ہے وہ محبوب گلعذار درود
سر سے پا تک کرور بار سلام / اور سراپا پہ بے شمار درود
دل کے ہمراہ ہوں سلام فدا / جان کے ساتھ ہو نثار درود
چارۂ جانِ دردمند سلام / مرہمِ سینۂ فگار درود

بے عدد اور بے عدد تسلیم
بے شمار اور بے شمار درود

بیٹھتے اٹھتے جاگتے سوتے
ہو الٰہی مرا شعار درود

شہریارِ رُسل کی نذر کروں
سب درودوں کی تاجدار دُرود

گورِ بیکس کو شمع سے کیا کام
ہو چراغِ شبِ مزار درود

قبر میں خوب کام آتی ہے
بیکسوں کی ہے یارِ غار درود

انھیں کس کے درود کی پروا
بھیجے جب ان کا کردگار درود

ہے کرم ہی کرم کہ سنتے ہیں
آپ خوش ہو کے بار بار درود

جان نکلے تو اس طرح نکلے
تجھ پر اے غمزدوں کے یار درود

دل میں جلوے بسے ہوئے تیرے
لب سے جاری ہو بار بار درود

اے حسنؔ خارِ غم کو دل سے نکال
غمزدوں کی ہے غمگسار درود

رنگِ چمن پسند نہ پھولوں کی بو پسند
صحرائے طیبہ ہے دلِ بلبل کو تو پسند

اپنا عزیز وہ ہے جسے تو عزیز ہے
ہم کو ہے وہ پسند جسے آئے تو پسند

مایوس ہو کے سب سے میں آیا ہوں تیرے پاس
اے جان کر لے ٹوٹے ہوئے دل کو تو پسند

ہیں خانہ زاد بندۂ احساں تو کیا عجب
تیری وہ خو ہے کرتے ہیں جس کو عدو پسند

کیونکر نہ چاہیں تیری گلی میں ہوں مٹ کے خاک
دنیا میں آج کس کو نہیں آبرو پسند

ہے خاکسار پر کرمِ خاص کی نظر
عاجز نواز ہے تری اے خوبرو پسند

"قل" کہہ کر اپنی بات بھی لب سے ترے سنی
اللہ کو ہے اتنی تری گفتگو پسند

حور و فرشتہ جن و بشر سب نثار ہیں
ہے دو جہاں میں قبضہ کیے چار سو پسند

اُن کے گناہگار کی اُمید عفو کو
پہلے کرے گی آیت لاتقنطوا پسند

طیبہ میں سر جھکاتے ہیں خاکِ نیاز پر
کونین کے بڑے سے بڑے آبرو پسند

ہے خواہشِ وصالِ درِ یار اے حسنؔ
آئے نہ کیوں اثر کو مری آرزو پسند

ردیف ذال معجمہ

ہو اگر مدحِ کفِ پا سے منوّر کاغذ
عارضِ حور کی زینت ہو سراسر کاغذ

صفتِ خارِ مدینہ میں کروں گلکاری
دفترِ گل کا عنادل سے منگا کر کاغذ

عارضِ پاک کی تعریف ہو جس پرچے میں
سو سیہ نامہ اُجالے وہ منور کاغذ

شامِ طیبہ کی تجلّی کا کچھ احوال لکھوں
دے بیاضِ سحر اک ایسا منور کاغذ

یادِ محبوب میں کاغذ سے تو دل کم نہ رہے
کہ جدا نقش سے ہوتا نہیں دم بھر کاغذ

ورقِ مہر اُسے خطِ غلامی لکھ دے
ہو جو وصفِ رخِ پرنور سے انور کاغذ

تیرے بندے ہیں طلبگار تری رحمت کے
سن گناہوں کے نہ اے داورِ محشر کاغذ

لبِ جاں بخش کی تعریف اگر ہو تجھ میں
ہو مجھے تارِ نفس ہر خطِ مسطر کاغذ

مدحِ رخسار کے پھولوں میں بسالوں جو حسنؔ
حشر میں ہو مرے نامہ کا معطر کاغذ

ردیف رائے مہملہ

اگرچمکا مقدر خاکِ پائے رہرواں ہوکر
چلیں گے بیٹھتے اٹھتے غبارِ کارواں ہوکر

شبِ معراج وہ دم بھر میں پلٹے لامکاں ہوکر
بہارِ ہشت جنت دیکھ کر ہفت آسماں ہوکر

چمن کی سیر سے جلتا ہے جی طیبہ کی فرقت میں
مجھے گلزار کا سبزہ رلاتا ہے دھواں ہوکر

تصوّر اس لبِ جاں بخش کا کس شان سے آیا
دلوں کا چین ہوکر جان کا آرامِ جاں ہوکر

کریں تعظیم میری سنگِ اسود کی طرح مومن
تمہارے در پہ رہ جاؤں جو سنگِ آستاں ہوکر

دکھا دے یا خدا گلزارِ طیبہ کا سماں مجھ کو
پھروں کب تک پریشاں بلبلِ بے آستاں ہوکر

ہوئے یمنِ قدم سے فرش و عرش ولامکاں زندہ
خلاصہ یہ کہ سرکار آئے ہیں جانِ جہاں ہوکر

ترے دستِ عطا نے دولتیں دیں دل کے ٹھنڈے
کہیں گوہر فشاں ہو کر کہیں آبِ رواں ہو کر

فدا ہو جائے امت اس حمایت اس محبت پر
ہزاروں غم لئے ہیں ایک دل پر شادماں ہو کر

جو رکھتے ہیں سلاطیں شاہی جاویدکی خواہش
نشاں قائم کریں ان کی گلی میں بے نشاں ہو کر

وہ جس رہ سے گزرتے ہیں بسی رہتی ہے مدت تک
نصیب اس گھر کے جس گھر میں وہ ٹھہریں مہماں ہو کر

حسنؔ کیوں پاؤں توڑے بیٹھے ہو طیبہ کا رستہ لو
زمینِ ہند سرگرداں رکھے گی آسماں ہو کر

مرحبا عزت و کمالِ حضور
ہے جلالِ خدا جلالِ حضور

اُن کے قدموں کی یاد میں مریے
کیجئے دل کو پائمالِ حضور

دشتِ ایمن ہے سینۂ مومن
دل میں ہے جلوۂ خیالِ حضور

آفرینش کو ناز ہے جس پر
ہے وہ اندازِ بے مثالِ حضور

ماہ کی جان مہر کا ایمان
جلوۂ حُسنِ بے زوالِ حضور

حُسنِ یوسف کرے زلیخائی
خواب میں دیکھ کر جمالِ حضور

وقفِ انجاح مقصدِ خدام
ہر شب و روز و ماہ و سالِ حضور

سکہ رائج ہے حکم جاری ہے
دونوں عالم میں ہیں ملک و مالِ حضور

تابِ دیدار ہو کسے جو نہ ہو
پردۂ غیب میں جمالِ حضور

جو نہ آئی نظر نہ آئے نظر
ہر نظر میں ہے وہ مثالِ حضور

انھیں نقصان دے نہیں سکتا
دشمن اپنا ہے بدسگالِ حضور

حال سے کشفِ رازِ قال نہ ہو
قال نے کیا عیاں ہو حالِ حضور

ذرۃ التاج فرقِ شاہی ہے
ذرۂ شوکتِ نعالِ حضور

منزلِ رشد کے نجوم اصحاب
کشتیٔ خیر دامنِ آلِ حضور

ہے مسِ قلب کے لئے اکسیر
اے حسنؔ خاکِ پائمالِ حضور

سیرِ گلشن کون دیکھے دشتِ طیبہ چھوڑ کر
سوئے جنت کون جائے در تمہارا چھوڑ کر

سرگزشتِ غم کہوں کس سے ترے ہوتے ہوئے
کس کے در پر جاؤں تیرا آستانہ چھوڑ کر

بے لقائے یار ان کو چین آجاتا اگر
بار بار آتے نہ یوں جبریل سدرہ چھوڑ کر

کون کہتا ہے دلِ بے مدعا ہے خوب چیز
میں تو کوڑی کو نہ لوں ان کی تمنا چھوڑ کر

مر ہی جاؤں میں اگر اس در سے جاؤں دو قدم
کیا بچے بیمارِ غم قربِ مسیحا چھوڑ کر

کس تمنا پر جئیں یارب اسیرانِ قفس
آ چکی بادِ صبا باغِ مدینہ چھوڑ کر

بخشوانا مجھ سے عاصی کا روا ہوگا کسے
کس کے دامن میں چھپوں دامن تمہارا چھوڑ کر

خلد کیسا نفسِ سرکش جاؤں گا طیبہ کو میں
بد چلن ہٹ کر کھڑا ہو مجھ سے رستہ چھوڑ کر

ایسے جلوے پر کروں میں لاکھ حوروں کو نثار
کیا غرض کیوں جاؤں جنت کو مدینہ چھوڑ کر

حشر میں ایک ایک کا منہ تکتے پھرتے ہیں عدو
آفتوں میں پھنس گئے ان کا سہارا چھوڑ کر

مر کے جیتے ہیں جو ان کے در پہ جاتے ہیں حسنؔ
جی کے مرتے ہیں جو آتے ہیں مدینہ چھوڑ کر

ردیف زائے معجمہ

جتنا مرے خدا کو ہے میرا نبی عزیز
کونین میں کسی کو نہ ہوگا کوئی عزیز

خاکِ مدینہ پر مجھے اللہ موت دے
وہ مردہ دل ہے جس کو نہ ہو زندگی عزیز

کیوں جائیں ہم کہیں کہ غنی تم نے کر دیا
اب تو یہ گھر پسند یہ در یہ گلی عزیز

جو کچھ تری رضا ہے خدا کی وہی خوشی
جو کچھ تری خوشی ہے خدا کو وہی عزیز

گو ہم نمک حرام نکمے غلام ہیں
قربان پھر بھی رکھتی ہے رحمت تری عزیز

شانِ کرم کو اچھے برے سے غرض نہیں
اس کو سبھی پسند ہیں اس کو سبھی عزیز

منگتا کا ہاتھ اٹھا تو مدینہ ہی کی طرف
تیرا ہی در پسند تری ہی گلی عزیز

اس در کی خاک پر مجھے مرنا پسند ہے
تختِ شہی پہ کس کو نہیں زندگی عزیز

کونین دے دیئے ہیں ترے اختیار میں
اللہ کو بھی کتنی ہے خاطر تری عزیز

محشر میں دو جہاں کو خدا کی خوشی کی چاہ
میرے حضور کی ہے خدا کو خوشی عزیز

قرآن کھا رہا ہے اسی خاک کی قسم
ہم کون ہیں خدا کو ہے تیری گلی عزیز

طیبہ کی خاک ہو کہ حیاتِ ابد ملے
اے جاں بلب تجھے ہے اگر زندگی عزیز

سنگِ ستم کے بعد دعائے فلاح کی
بندے تو بندے ہیں تمھیں ہیں مدعی عزیز

دل سے ذرا یہ کہدے کہ اُن کا غلام ہوں
ہر دشمنِ خدا ہو خدا کو ابھی عزیز

طیبہ کے ہوتے خلدِ بریں کیا کروں حسنؔ
مجھ کو یہی پسند ہے مجھ کو یہی عزیز

ردیف سین مہملہ

ہوں جو یادِ رُخِ پُر نور میں مرغانِ قفس
چمک اُٹھے چہ یوسف کی طرح شانِ قفس

کس بلا میں ہیں گرفتار اسیرانِ قفس
کل تھے مہمانِ چمن آج ہیں مہمانِ قفس

حیف در چشم زدن صحبتِ یار آخر شد
اب کہاں طیبہ وہی ہم وہی زندانِ قفس

روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد
ہائے کیا قہر کیا الفتِ یارانِ قفس

نوحہ گر کیوں نہ رہے مرغِ خوش الحانِ چمن
باغ سے دام ملا دام سے زندانِ قفس

پائیں صحرائے مدینہ تو گلستاں ملجائے
ہند ہے ہم کو قفس ہم ہیں اسیرانِ قفس

زخمِ دل پھول بنے آہ کی چلتی ہے نسیم
روز افزوں ہے بہارِ چمنستانِ قفس

قافلہ دیکھتے ہیں جب سوئے طیبہ جاتے
کیسی حسرت سے تڑپتے ہیں اسیرانِ قفس

تھا چمن ہی ہمیں زنداں کہ نہ تھا وہ گلِ تر
قید پر قید ہوا اور یہ زندانِ قفس

دشتِ طیبہ میں ہمیں شکلِ وطن یاد آئی
بدنصیبی سے ہوا باغ میں ارمانِ قفس

اب نہ آئیں گے اگر کھل گئی قسمت کی گرہ
اب گرہ باندھ لیا ہم نے یہ پیمانِ قفس

ہند کو کون مدینہ سے پلٹنا چاہے
عیشِ گلزار بھلا دے جو نہ دورانِ قفس

پیچھے کس گلِ خوبی کی ثنا میں ہیں حسنؔ
نکہتِ خلد سے مہکا ہے جو زندانِ قفس

ردیف شین معجمہ

جنابِ مصطفےٰ ہوں جس سے ناخوش
نہیں ممکن کہ ہو اُس سے خدا خوش

شہِ کونین نے جب صدقہ بانٹا
زمانے بھر کو دم میں کر دیا خوش

سلاطیں مانگتے ہیں بھیک اس سے
یہ اپنے گھر سے ہے ان کا خدا خوش

پسندِ حق تعالیٰ تیری ہر بات
ترے انداز خوش تیری ادا خوش

مٹیں سب ظاہر و باطن کے امراض
مدینہ کی ہے یہ آب و ہوا خوش

خترِ ضے کی محبت کے تقاضے
کہ جس سے آپ خوش اُس سے خدا خوش

ہزاروں جرم کرتا ہوں شب و روز
خوشا قسمت نہیں وہ پھر بھی ناخوش

الٰہی دے مرے دل کو غمِ عشق
نشاطِ دہر سے ہو جاؤں ناخوش

نہیں جاتیں کبھی دشتِ نبی سے
کچھ ایسی ہے بہاروں کی فضا خوش

مدینہ کی اگر سرحد نظر آئے
دلِ ناشاد ہو بے انتہا خوش

نہ لے آرام دم بھر بے غمِ عشق
دلِ مضطر میں خوش میرا خدا خوش

نہ تھا ممکن کہ ایسی معصیت پر
گنہگاروں سے ہو جاتا خدا خوش

تمہاری روتی آنکھوں نے ہنسایا
تمہارے غمزدہ دل نے کیا خوش

الٰہی دھوپ ہو ان کی گلی کی
مرے سر کو نہیں ظلِ ہما خوش

حسنؔ نعت و چنیں شیریں بیانی
تو خوش باشی کہ کردی وقتِ ما خوش

ردیف
صاد مہملہ

خدا کی خلق میں سب انبیا خاص
گروہِ انبیا میں مصطفیٰ خاص

نرالا حسن انداز و ادا خاص
تجھے خاصوں میں حق نے کر لیا خاص

تری نعمت کے سائل خاص تا عام
تری رحمت کے طالب عام تا خاص

شریک اس میں نہیں کوئی پیمبر
خدا سے ہے جو تجھ کو واسطہ خاص

گنہگارو نہ ہو مایوسِ رحمت
نہیں ہوتی کریموں کی عطا خاص

گدا ہوں خاص رحمت سے ملے بھیک
نہ میں خاص اور نہ میری التجا خاص

ملا جو کچھ جسے وہ تم سے پایا
تمھیں ہو مالکِ مِلکِ خدا خاص

غریبوں بے نواؤں بے کسوں کو
خدا نے در تمہارا کر دیا خاص

جو کچھ پیدا ہوا دونوں جہاں میں
تصدق ہے تمہاری ذات کا خاص

تمہاری انجمن آرائیوں کو
ہوا ہنگامۂ قالوا بلیٰ خاص

نبی ہم پایا ہوں کیا تو نے پایا
نبوت کی طرح ہر معجزہ خاص

جو رکھتا ہے جمالِ مَن رَآنِی
اسی مونھ کی صفت ہے وَالضُّحیٰ خاص

نہ بھیجو اور دروازوں پر اس کو
حسن ہے آپ کے در کا گدا خاص

ردیف
ضاد معجمہ

سن لو خدا کے واسطے اپنے گدا کی عرض
یہ عرض ہے حضور بڑے بے نوا کی عرض

اُن کے گدا کے در پہ ہے یوں بادشاہ کی عرض
جیسے ہو بادشاہ کے در پر گدا کی عرض

عاجز نوازیوں پہ کرم ہے تُلا ہوا!
وہ دِل لگا کے سُنتے ہیں ہر بے نوا کی عرض

قربان اُن کے نام کے بے اُن کے نام کے
مقبول ہو نہ خاصِ جنابِ خدا کی عرض

غم کی گھٹائیں چھائی ہیں مجھ تیرہ بخت پر
اے مہر سُن لے ذرۂ بیدست و پا کی عرض

اے بیکسوں کے حامی و یاور سوا ترے
کس کو غرض ہے کون سُنے مبتلا کی عرض

اے کیمیائے دل میں ترے در کی خاک ہوں
خاکِ درِ حضور سے ہے کیمیا کی عرض

اُلجھن سے دور نور سے معمور کر مجھے
اے زلفِ پاک ہے یہ اسیرِ بلا کی عرض

دُکھ میں رہے کوئی یہ گوارا انہیں انھیں
مقبول کیوں نہ ہو دلِ درد آشنا کی عرض

کیوں طول دوں حضور یہ دیں یہ عطا کریں
خود جانتے ہیں آپ مرے مدعا کی عرض

دامن بھریں گے دولتِ فضلِ خدا سے ہم
خالی کبھی گئی ہے حسنؔ مصطفٰے کی عرض

ردیف
طائے مہملہ

چشم دل چاہے جو انوار سے ربط
رکھے خاکِ درِ دلدار سے ربط

اُن کی رحمت کا طلبگار ہے میل
ان کی رحمت کا گنہگار سے رَبط

دشتِ طیبہ کی جو دیکھ آئیں بہار
ہو عنادل کو نہ گلزار سے رَبط

یا خدا دل نہ ملے دنیا سے
نہ ہو آئینہ کو زنگار سے رَبط

نفس سے میل نہ کرنا اے دل
قہر ہے ایسے سِتم گار سے رَبط

دلِ نجدی میں ہو کیوں حُبِ حضور
ظلمتوں کو نہیں انوار سے رَبط

تلخیٔ نزع سے اُس کو کیا کام
ہو جسے لعلِ شکر بار سے رَبط

خاکِ طیبہ کی اگر مِل جائے
آپ صحت کرے بیمار سے رَبط

اُن کے دامانِ گہر بار کو ہے
کاسۂ دوست طلبگار سے رَبط

کل ہے اجلاس کا دن اور ہمیں
میل عمل سے نہ دربار سے رَبط

عُمر یوں ان کی گلی میں گزرے
ذرّہ ذرّہ سے بڑھے پیار سے رَبط

سرِ شوریدہ کو ہو در سے مَیل
کمرِ خستہ کو دیوار سے رَبط

اے حسنؔ خیر ہے کیا کرتے ہو
یار کو چھوڑ کر اغیار سے ربط

ردیف ظائے معجمہ

خاکِ طیبہ کی اگر دل میں ہو وقعت محفوظ
عیب کوری سے رہے چشمِ بصیرت محفوظ

دل میں روشن ہو اگر شمعِ ولائے مولیٰ
دزدِ شیطاں سے رہے دین کی دَولت محفوظ

یا خدا محوِ نظارہ ہوں یہاں تک آنکھیں
شکل قرآں ہو مرے دل میں وہ صورت محفوظ

سلسلۂ زلفِ مبارک سے ہے جس کے دل میں
ہر بلا سے رکھے اللہ کی رحمت محفوظ

تھی جو اس ذات سے تکمیل فرامین منظور
رکھی خاتم کے لئے مُہرِ نبوت محفوظ

اے نگہبان مرے تجھ پہ صلاۃ اور سلام
دو جہاں میں ترے بندے ہیں سلامت محفوظ

واسطہ حِفظِ الٰہی کا بچا رہزن سے
رہے ایمانِ عزیزاں دمِ رحلت محفوظ

شاہی کون و مکاں آپ کو دی خالق نے
کنزِ قدرت میں ازل سے تھی یہ دولت محفوظ

تیرے قانون میں گنجائشِ تبدیل نہیں
نسخ و ترمیم سے ہے تیری شریعت محفوظ

جسے آزاد کرے قامتِ شہ کا صدقہ
رہے فتنوں سے وہ تا روزِ قیامت محفوظ

اس کو اعدا کی عداوت سے ضرر کیا پہنچے
جس کے دِل میں ہو حسنؔ ان کی محبت محفوظ

ردیف عین مہملہ

مدینہ میں ہے وہ سامان بارگاہِ رفیع
عروج و اوج ہیں قربان بارگاہِ رفیع

نہیں گدا ہی سرِ خوانِ بارگاہِ رفیع
خلیل بھی تو ہیں مہمان بارگاہِ رفیع

بنائے دونوں جہاں مجرئی اسی در کے
کیا خدا نے جو سامان بارگاہِ رفیع

زمینِ عجز پہ سجدہ کرائیں شاہوں سے
فلک جناب غلامان بارگاہِ رفیع

ہے انتہائے علا ابتدائے اوج یہاں
ذرا خیال سے ہے شان بارگاہِ رفیع

کمند رشتۂ عمر خضر پہنچ نہ سکے
بلند اتنا ہے ایوان بارگاہِ رفیع

وہ کون ہے جو نہیں فیضیاب اس در سے
سبھی ہیں بندۂ احسان بارگاہِ رفیع

نوازے جاتے ہیں ہم سے نمکحرام غلام
ہماری جان ہو قربان بارگاہِ رفیع

مطیع نفس ہیں وہ سرکشانِ جن و بشر
نہیں جو تابع فرمان بارگاہِ رفیع

صلائے عام ہے مہماں نواز ہیں سرکار
کبھی اٹھا ہی نہیں خوان بارگاہِ رفیع

جمالِ شمس و قمر کا سنگار ہے شب و روز
فروغِ شمسۂ ایوان بارگاہِ رفیع

ملائکہ ہیں فقط داب سلطنت کے لئے
خدا ہے آپ نگہبان بارگاہِ رفیع

حسنؔ جلالتِ شاہی سے کیوں جھجکتا ہے
گدا نواز ہے سلطان بارگاہِ رفیع

ردیف غین معجمہ

خوشبوئے دشتِ طیبہ سے بس جائے گر دماغ
مہکائے بوئے خلد مرا سر بسر دماغ

پایا ہے پائے صاحب معراج سے شرف
ذراتِ کوئے طیبہ کا ہے عرش پر دماغ

مومن فدائے نور و شمیم حضور ہیں
ہر دل چمک رہا ہے معطر ہے ہر دماغ

ایسا بسے کہ بوئے گلِ خلد سے بسے
ہو یاد نقشِ پائے نبی کا جو گھر دماغ

آباد کر خدا کے لئے اپنے نور سے
ویران دل ہے دل سے زیادہ کھنڈر دماغ

ہر خارِ طیبہ زینتِ گلشن ہے عندلیب
نادان ایک پھول پر اتنا نہ کر دماغ

زاہد ہے مستحقِ کرامت گناہگار
اللہ اکبر اتنا مزاج اس قدر دماغ

اے عندلیب خارِ حرم سے مثالِ گل
بک بک کے ہرزہ گوئی سے خالی نہ کر دماغ

بے نور دل کے واسطے کچھ بھیک مانگتے
ذراتِ خاکِ طیبہ کا ملتا اگر دماغ

ہر دم خیالِ پاکِ اقامت گزیں رہے
بن جائے گھر دماغ نہ ہو رہ گزر دماغ

شاید کہ وصفِ پائے نبی کچھ بیاں کرے
پوری ترقیوں پہ رسا ہو اگر دماغ

اُس بدلگام کو خردِ جاں جلائے
مونھ آئے ذکرِ پاک کو سنکر جو خر دماغ

اُن کے خیال سے وہ ملے امن اے حسنؔ
سر پر نہ آئے کوئی بلا ہو سپر دماغ

ردیف ف

کچھ غم نہیں اگرچہ زمانہ ہو برخلاف
اُن کی مدد رہے تو کرے کیا اثر خلاف

اُن کا عدو اسیرِ بلائے نفاق ہے
اس کی زبان و دل میں رہے عمر بھر خلاف

کرتا ہے ذکرِ پاک سے نجدی مخالفت
کمبخت بدنصیب کی قسمت ہے برخلاف

ان کی وجاہتوں میں کمی ہو محال ہے
بالفرض اک زمانہ ہو اُن سے اگر خلاف

اٹھوں جو خوابِ مرگ سے آئے شمیمِ یار
یارب نہ صبحِ حشر ہو بادِ سحر خلاف

قربان جاؤں رحمتِ عاجز نواز پر
ہوتی نہیں غریب سے اُن کی نظر خلاف

شانِ کرم کسی سے عوض چاہتی نہیں
لاکھ امتثالِ امر میں دل ہو ادھر خلاف

کیا رحمتیں ہیں لطف میں پھر بھی کمی نہیں
کرتے رہے ہیں حکم سے ہم عمر بھر خلاف

تمیں حکمِ حق کا حسنؔ ہے اگر خیال
ارشادِ پاک سرورِ دیں کا نہ کر خلاف

رحمت نہ کس طرح ہو گنہگار کی طرف
رحمٰن خود ہے میرے طرفدار کی طرف

جانِ جناں ہے دشتِ مدینہ تری بہار
بلبل نہ جائے گی کبھی گلزار کی طرف

انکار کا وقوع تو کیا ہو کریم سے
مائل ہوا نہ دل کبھی انکار کی طرف

جنت بھی لینے آئے تو چھوڑیں نہ یہ گلی
مونھ پھیر بیٹھیں ہم تری دیوار کی طرف

موںھ اس کا دیکھتی ہیں بہاریں بہشت کی
جس کی نگاہ ہے ترے رخسار کی طرف

جاں بخشیاں مسیح کو حیرت میں ڈالتیں
چُپ بیٹھے دیکھتے تری رفتار کی طرف

محشر میں آفتاب اُدھر گرم اور ادھر
آنکھیں لگی ہیں دامنِ دلدار کی طرف

پھیلا ہوا ہے ہاتھ ترے دَر کے سامنے
گردن جھکی ہوئی تری دیوار کی طرف

گو بے شمار جُرم ہوں گو بے عدد گناہ
کچھ غم نہیں جو تم ہو گنہگار کی طرف

یوں مجھ کو موت آئے تو کیا پوچھنا مرا
میں خاک پر نگاہ دریار کی طرف

کعبے کے صدقے دل کی تمنا مگر یہ ہے
مرنے کے وقت موںھ ہو دیار کی طرف

دے جاتے ہیں مراد جہاں مانگئے وہاں
موںھ ہونا چاہئے درِ سرکار کی طرف

روکے گی حشر میں جو مجھے پا شکستگی
دوڑیں گے ہاتھ دامنِ دلدار کی طرف

آہیں دلِ اسیر سے لب تک نہ آئی تھیں
اور آپ دوڑے آئے گرفتار کی طرف

دیکھی جو بے کسی تو انھیں رحم آگیا
گھبرا کے ہو گئے وہ گنہگار کی طرف

ملتی ہے بھیک دوڑتے پھرتے ہیں بے نوا
دَر کی طرف کبھی کبھی دیوار کی طرف

عالم کے دل تو بھر گئے دولت سے کیا عجب
گھر دوڑنے لگیں درِ سرکار کی طرف

آنکھیں جو بند ہوں تو مقدر کھلے حسنؔ
جلوے خود آئیں طالب دیدار کی طرف

ردیف قاف

ترا ظہور ہوا چشمِ نور کی رونق
ترا ہی نور ہے بزمِ ظہور کی رونق

رہے نہ عفو میں پھر ایک ذرّہ شک باقی
جو ان کی خاکِ قدم ہو قبور کی رونق

نہ فرش کا یہ تجمل نہ عرش کا یہ جمال
فقط ہے نورِ ظہورِ حضور کی رونق

تمھارے نور سے روشن ہوئے زمین و فلک
یہی جمال ہے نزدیک و دور کی رونق

زبانِ حال سے کہتے ہیں نقشِ پا اُن کے
ہمیں ہیں چہرۂ غلمان و حور کی رونق

ترے نثار ترا ایک جلوۂ رنگیں
بہارِ جنت و حور و قصور کی رونق

ضیا زمین و فلک کی ہے جس تجلی سے
الٰہی ہو وہ دلِ ناصبور کی رونق

یہی فروغ تو زیبِ صفا و زینت ہے
یہی ہے حسن تجلّی و نور کی رونق

حضور تیرہ و تاریک ہے یہ پتھر دل
تجلیوں سے ہوئی کوہِ طور کی رونق

بجی ہے جن سے شبستانِ عالمِ امکاں
وہی ہیں مجلسِ روزِ نشور کی رونق

کریں دلوں کو منور سراج[1] کے جلوے
فروغِ بزمِ عوارف ہو نوری[2] کی رونق

دعا خدا سے غمِ عشقِ مصطفٰے کی ہے
حسن یہ غم ہے نشاط و سرور کی رونق

ردیف کاف

جو ہو سر کو رسائی اُن کے دَر تک
تو پہنچے تاجِ عزت اپنے سر تک

وہ جب تشریف لائے گھر سے دَر تک
بھکاری کا بھرا ہے در سے گھر تک

دُہائی ناخدائے بیکساں کی
کہ سیلابِ الم پہنچا کمر تک

الٰہی دل کو دے وہ سوزِ الفت
پھنکے سینہ جلن پہنچے جگر تک

نہ ہو جب تک تمہارا نام شامل
دعائیں جا نہیں سکتیں اثر تک

گزر کی راہ نِکلی رَہ گزر میں
ابھی پہنچے نہ تھے ہم ان کے دَرتک

خدا یوں اُن کی الفت میں گُما دے
نہ پاؤں پھر کبھی اپنی خبر تک

بجائے چشم خود اُٹھ تا نہ ہو آڑ
جمالِ یار سے تیری نظر تک

تری نعمت کے بھوکے اہلِ دَولت
تری رحمت کا پیاسا ابرِ تر تک

نہ ہوگا دو قدم کا فاصلہ بھی
الٰہ آباد سے احمد نگر تک

تمہارے حُسن کے باڑے کے صدقے
نمک خوارِ ملاحت ہے قمر تک

شبِ معراج تھے جلوے پہ جلوے
شبستانِ دنیٰ سے ان کے گھر تک

[1] سراج العوارف مصنفہ حضرت پیر و مرشد برحق رضی اللہ عنہ۔ [2] تخلص حضرت سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی رحمۃ اللہ علیہ۔

بلائے جان ہے اب ویرانیٔ دل
چلے آؤ کبھی اس اُجڑے گھر تک

نہ کھول آنکھیں نگاہِ شوقِ ناقص
بہت پردے ہیں حسنِ جلوہ گر تک

جہنم میں دھکیلیں نجدیوں کو
حسنؔ جھوٹوں کو یوں پہنچائیں گھر تک

ردیف لام

طور نے تو خوب دیکھا جلوۂ شانِ جمال
اس طرف بھی اک نظر اے برقِ تابانِ جمال

اک نظر بے پردہ ہو جائے جو لمعانِ جمال
مردمِ دیدہ کی آنکھوں پر ہو احسانِ جمال

جل گیا جس راہ میں سروِ خرامانِ جمال
نقشِ پا سے کھل گئے لاکھوں گلستانِ جمال

ہے شبِ غم اور گرفتارانِ ہجرانِ جمال
مہر کر ذروں پہ اے خورشیدِ تابانِ جمال

کر گیا آخر لباسِ لالہ و گل میں ظہور
خاک میں ملتا نہیں خونِ شہیدانِ جمال

ذرہ ذرہ خاک کا ہو جائے گا خورشیدِ حشر
قبر میں لیجائیں گے عاشق جو ارمانِ جمال

ہو گیا شادابِ عالم آ گئی فصلِ بہار
اُٹھ گیا پردہ کھلا بابِ گلستانِ جمال

جلوۂ موئے محاسن چہرۂ انور کے گرد
آبنوسی رحل پر رکھا ہے قرآنِ جمال

اُس کے جلوے سے نہ کیوں کافور ہوں ظلماتِ کفر
پیشگاہِ نور سے آیا ہے فرمانِ جمال

کیا کہوں کتنا ہے اُن کی رہگزر میں جوشِ حسن
آشکارا ذرہ ذرہ سے ہے میدانِ جمال

ذرہ ذرہ سے ترے ہمسر ہوں کیا مہر و قمر
یہ ہے سلطانِ جمال اور وہ گدایانِ جمال

کیا مزے کی زندگی ہے زندگی عشاق کی
آنکھیں ان کی جستجو میں دل میں ارمانِ جمال

روسیاہی نے شبِ دیجور کو شرما دیا
مونھ اجالا کر دے اے خورشیدِ تابانِ جمال

ابروئے پُر خم سے پیدا ہے ہلالِ ماہِ عید
مطلعِ عارض سے روشن بدرِ تابانِ جمال

دلکشیٔ حسنِ جاناں کا ہو کیا عالم بیاں
دل فدائے آئینہ آئینہ قربانِ جمال

پیش یوسف ہاتھ کاٹے ہیں زنانِ مصر نے
تیری خاطر سر کٹا بیٹھے فدایانِ جمال

تیرے ذرّہ پر شبِ غم کی جفائیں تابکے
نور کا تڑکا دکھا اے مہرِ تابانِ جمال

اتنی مدت تک ہو دیدِ مصحفِ عارض نصیب
حفظ کرلوں ناظرہ پڑھ پڑھ کے قرآنِ جمال

یاخدا دل کی گلی سے کون گزرا ہے کہ آج
ذرّہ ذرّہ سے ہے طالع مہرِ تابانِ جمال

اُن کے در پر اس قدر بٹتا ہے بارہ نور کا
جھولیاں بھر بھر کے لاتے ہیں گدایانِ جمال

نور کی بارش حسنؔ پر ہو ترے دیدار سے
دل سے دُھل جائے الٰہی داغِ حرمانِ جمال

بزمِ محشر منعقد کر مہرِ سامانِ جمال
دِل کے آئینوں کو مدت سے ہے ارمانِ جمال

اپنا صدقہ بانٹتا آتا ہے سلطانِ جمال
جھولیاں پھیلائے دوڑیں بے نوایانِ جمال

جس طرح سے عاشقوں کا دل ہے قربانِ جمال
ہے یونہیں قربان تیری شکل پر جانِ جمال

بے حجابانہ دکھا دو اک نظر آنِ جمال
صدقے ہونے کیلئے حاضر ہیں خواہانِ جمال

تیرے ہی قامت نے چمکایا مقدر حسن کا
بس اسی اکے سے روشن ہے شبستانِ جمال

رُوح لے گی حشر تک خوشبوئے جنت کے مزے
گر بسا دیگا کفن عطرِ گریبانِ جمال

مر گئے عشاق لیکن وا ہے چشمِ منتظر
حشر تک آنکھیں تجھے ڈھونڈیں گی اے جانِ جمال

پیشگی ہی نقدِ جاں دیتے چلے ہیں مشتری
حشر میں کھولیگا یارب کون دکانِ جمال

عاشقوں کا ذکر کیا معشوق عاشق ہوگئے
انجمن کی انجمن صدقے ہے اے جانِ جمال

تیری ذریت کا ہر ذرّہ نہ کیوں ہو آفتاب
سرزمینِ حسن سے نکلی ہے یہ کانِ جمال

بزمِ محشر میں حسینانِ جہاں سب جمع ہیں
پر نظر تیری طرف اٹھتی ہے اے جانِ جمال

آرہی ہے ظلمتِ شب ہائے غم پیچھا کئے
نور یزداں ہم کو لے لے زیرِ دامانِ جمال

وسعتِ بازارِ محشر تنگ ہے اُس کے حضور
کس جگہ کھولے کسی کا حسن دکانِ جمال

خوبرویانِ جہاں کو بھی یہی کہتے سُنا
تم ہو شانِ حسن جانِ حسن ایمانِ جمال

تیرہ و تاریک رہتی بزمِ خوبانِ جہاں
گر ترا جلوہ نہ ہوتا شمعِ ایوانِ جمال

میں تصدق جاؤں اے شمس الضحےٰ بدر الدجیٰ
اس دلِ تاریک پر بھی کوئی لمعانِ جمال

سب سے پہلے حضرتِ یوسف کا نامِ پاک لوں
میں گناؤں گر ترے اُمیدوارانِ جمال

بے بصر پر بھی یہ اُن کے حسن نے ڈالا اثر
دل میں ہے پھوٹی ہوئی آنکھوں پہ ارمانِ جمال

عاشقوں نے رزمگاہوں میں گلے کٹوا دیئے
واہ کس کس لطف سے کی عیدِ قربانِ جمال

یا خدا دیکھوں بہارِ خندۂ دنداں نما
برسے کشتِ آرزو پر ابرِ نیسانِ جمال

ظلمتِ مرقد سے اندیشہ حسنؔ کو کچھ نہیں
ہے وہ مداحِ حسیناں منقبت خوانِ جمال!

ردیف میم

اے دینِ حق کے رہبر تم پر سلام ہر دم
میرے شفیعِ محشر تم پر سلام ہر دم

اس بیکس و حزیں پر جو کچھ گزر رہی ہے
ظاہر ہے سب وہ تم پر سلام ہر دم

دُنیا و آخرت میں جب میں رہوں سلامت
پیارے پڑھوں نہ کیونکر تم پر سلام ہر دم

دِل تفتگانِ فرقت پیاسے ہیں مدتوں سے
ہم کو بھی جامِ کوثر تم پر سلام ہر دم

بندہ تمہارے دَر کا آفت میں مبتلا ہے
رحم اے حبیبِ دَاور تم پر سلام ہر دم

بے وارثوں کے وارث بے والیوں کے والی
تسکینِ جانِ مضطر تم پر سلام ہر دم

للہ اب ہماری فریاد کو پہنچیے
بے حد ہے حال ابتر تم پر سلام ہر دم

جلادِ نفسِ بد سے دیجیے مجھے رہائی
اب ہے گلے پہ خنجر تم پر سلام ہر دم

دَریوزہ گر ہوں میں بھی ادنیٰ سا اس گلی کا
لطف و کرم ہو مجھ پر تم پر سلام ہر دم

کوئی نہیں ہے میرا میں کس سے داد چاہوں
سلطانِ بندہ پرور تم پر سلام ہر دم

غم کی گھٹائیں گھِر کر آئی ہیں ہر طرف سے
اے مہرِ ذرّہ پرور تم پر سلام ہر دم

بلوا کے اپنے دَر پر اب مجھ کو دیجے عزت
پھرتا ہوں خوار دَر دَر تم پر سلام ہر دم

محتاج سے تمہارے کرتے ہیں سب کنارہ
بس اک تمہیں ہو یاور تم پر سلام ہر دم

بہرِ خدا بچاؤ ان خارہائے غم سے
اک دل ہے لاکھ نشتر تم پر سلام ہر دم

کوئی نہیں ہمارا ہم کس کے دَر پہ جائیں
اے بیکسوں کے یاور تم پر سلام ہر دم

کیا خوف مجھ کو پیارے نارِ جحیم سے ہو ۔۔۔ تم ہو شفیع محشر تم پر سلام ہر دم
اپنے گدائے در کی لیجے خبر خدارا
کیجے کرم حسن پر تم پر سلام ہر دم

اے مدینے کے تاجدار سلام ۔۔۔ اے غریبوں کے غمگسار سلام
تیری اک اک ادا پہ اے پیارے ۔۔۔ سو درودیں فدا ہزار سلام
رَبِّ سَلِّم کے کہنے والے پر ۔۔۔ جان کے ساتھ ہوں نثار سلام
میرے پیارے پہ میرے آقا پر ۔۔۔ میری جانب سے لاکھ بار سلام
میری بگڑی بنانے والے پر ۔۔۔ بھیج اے میرے کردگار سلام
اُس پناہِ گناہگاراں پر ۔۔۔ یہ سلام اور کروڑ بار سلام
اُس جوابِ سلام کے صدقے ۔۔۔ تا قیامت ہوں بے شمار سلام
ان کی محفل میں ساتھ لے جائیں ۔۔۔ حسرتِ جانِ بے قرار سلام
پردہ میرا نہ فاش حشر میں ہو ۔۔۔ اے مرے حق کے راز دار سلام
وہ سلامت رہا قیامت میں ۔۔۔ پڑھ لئے جس نے دل سے چار سلام
عرض کرتا ہے یہ حسن تیرا
تجھ پہ اے خلد کی بہار سلام

تیرے در پہ ساجد ہیں شاہانِ عالم ۔۔۔ تو سلطانِ عالم ہے اے جانِ عالم
یہ پیاری ادائیں یہ نیچی نگاہیں ۔۔۔ فدا جانِ عالم ہو اے جانِ عالم
کسی اور کو بھی یہ دولت ملی ہے ۔۔۔ گدا کس کے در کے ہیں شاہانِ عالم
میں در در پھروں چھوڑ کر کیوں ترا در ۔۔۔ اٹھائے بلا میری احسانِ عالم
میں سرکارِ عالی کے قربان جاؤں ۔۔۔ بھکاری ہیں اس در کے شاہانِ عالم
مرے دبدبہ والے میں تیرے صدقے ۔۔۔ ترے در کے کتے ہیں شاہانِ عالم
تمھاری طرف ہاتھ پھیلے ہیں سب کے ۔۔۔ تمھیں پورے کرتے ہو ارمانِ عالم
مجھے زندہ کر دے، مجھے زندہ کر دے ۔۔۔ مرے جانِ عالم مرے جانِ عالم

مسلماں مسلماں ہیں تیرے سبب سے
مری جان تو ہی ہے ایمانِ عالم

مرے آن والے مرے شان والے
گدائی ترے در کی ہے شانِ عالم

تو بحرِ حقیقت تو دریائے عرفاں
ترا ایک قطرہ ہے عرفانِ عالم

کوئی جلوہ میرے بھی روزِ سیہ پر
خدا کے قمر مہرِ تابانِ عالم

بس اب کچھ عنایت ہوا اب ملا کچھ
انھیں تکتے رہنا فقیرانِ عالم

وہ دولھا ہیں ساری خدائی براتی
انھیں کے لئے ہے یہ سامانِ عالم

نہ دیکھا کوئی پھول تجھ سا نہ دیکھا
بہت چھان ڈالے گلستانِ عالم

ترے کوچہ کی خاک ٹھہری ازل سے
مری جاں علاجِ مریضانِ عالم

کوئی جانِ عیسیٰ کو جا کر خبر دے
مرے جاتے ہیں دردمندانِ عالم

ابھی سارے بیمار ہوتے ہیں اچھے
اگر لب ہلا دے وہ درمانِ عالم

سَمِیْعًا خدارا حسنؔ کی بھی سُن لے
بلا میں ہے یہ لوثِ دامانِ عالم

جاتے ہیں سوئے مدینہ گھر سے ہم
باز آئے ہندِ بد اختر سے ہم

مار ڈالے بے قراری شوق کی
خوش تو جب ہوں اس دلِ مضطر سے ہم

بے ٹھکانوں کا ٹھکانا ہے یہی
اب کہاں جائیں تمھارے در سے ہم

تشنگیٔ حشر سے کچھ غم نہیں
ہیں غلامانِ شہِ کوثر سے ہم

اپنے ہاتھوں میں ہے دامانِ شفیع
ڈر چکے بس فتنۂ محشر سے ہم

نقشِ پا سے جو ہوا ہے سرفراز
دل بدل ڈالیں گے اس پتھر سے ہم

گردنِ تسلیم خم کرنے کے ساتھ
پھینکتے ہیں بارِ عصیاں سر سے ہم

گور کی شب تار ہے پر خوف کیا
لو لگائے ہیں رُخِ انور سے ہم

دیکھ لینا سب مرادیں مل گئیں
جب لپٹ کر روئے اُن کے در سے ہم

کیا بندھا ہم کو خدا جانے خیال
آنکھیں ملتے ہیں جو ہر پتھر سے ہم

جانے والے چل دیئے کب کے حسنؔ
پھر رہے ہیں ایک بس مضطر سے ہم

منقبت حضور غوثِ اعظم

اللہ برائے غوثِ اعظم — دے مجھ کو ولائے غوثِ اعظم
دیدارِ خدا تجھے مبارک — اے محوِ لقائے غوثِ اعظم
وہ کون کریم صاحبِ جود — میں کون گدائے غوثِ اعظم
سوکھی ہوئی کھیتیاں ہری کر — اے ابرِ سخائے غوثِ اعظم
امیدیں نصیب مشکلیں حل — قربان عطائے غوثِ اعظم
کیا تیزیٔ مہرِ حشر سے خوف — ہیں زیرِ لوائے غوثِ اعظم
وہ اور ہیں جن کو کہئے محتاج — ہم تو ہیں گدائے غوثِ اعظم
ہیں جانبِ نالۂ غریباں — گوش شنوائے غوثِ اعظم
کیوں ہم کو ستائے نارِ دوزخ — کیوں رد ہو دعائے غوثِ اعظم
بیگانے بھی ہو گئے یگانے — دل کش ہے ادائے غوثِ اعظم
آنکھوں میں ہے نور کی تجلی — پھیلی ہے ضیائے غوثِ اعظم
جو دم میں غنی کرے گدا کو — وہ کیا ہے عطائے غوثِ اعظم
کیوں حشر کے دن ہو فاش پردہ — ہیں زیرِ قبائے غوثِ اعظم
آئینۂ روئے خوبرویاں — نقشِ کفِ پائے غوثِ اعظم
اے دل نہ ڈرا ان بلاؤں سے اب — وہ آئی صدائے غوثِ اعظم
اے غم جو ستائے اب تو جانوں — لے دیکھ وہ آئے غوثِ اعظم
تارِ نفسِ ملائکہ ہے! — ہر تار قبائے غوثِ اعظم
سب کھول دے عقدہائے مشکل — اے ناخنِ پائے غوثِ اعظم

کیا ان کی ثنا لکھوں حسن میں
جاں بادِ فدائے غوثِ اعظم

اسیروں کے مشکل کشا غوث اعظم
فقیروں کے حاجت روا غوث اعظم

گھرا ہے بلاؤں میں بندہ تمھارا
مدد کے لئے آؤ یا غوثِ اعظم

ترے ہاتھ میں ہاتھ میں نے دیا ہے
ترے ہاتھ ہے لاج یا غوث اعظم

مریدوں کو خطرہ نہیں بحرِ غم سے
کہ بیڑے کے ہیں ناخدا غوث اعظم

تمھیں دکھ سنو اپنے آفت زدوں کا
تمھیں درد کی دو دوا غوث اعظم

بھنور میں پھنسا ہے ہمارا سفینہ
بچا غوثِ اعظم بچا غوث اعظم

جو دکھ بھر رہا ہوں جو غم سہ رہا ہوں
کہوں کس سے تیرے سوا غوث اعظم

زمانے کے دکھ درد کی رنج و غم کی
ترے ہاتھ میں ہے دوا غوث اعظم

اگر سلطنت کی ہوس ہو فقیرو
کہو شیئاً للّٰہ یا غوث اعظم

نکالا ہے پہلے تو ڈوبے ہوؤں کو
اور اب ڈوبتوں کو بچا غوث اعظم

جسے خلق کہتی ہے پیارا خدا کا
اسی کا ہے تو لاڈلا غوث اعظم

کیا غور جب گیارھویں بارھویں میں
معمّا یہ ہم پر کھلا غوث اعظم

تمھیں وصل بے فصل ہے شاہِ دیں سے
دیا حق نے یہ مرتبہ غوثِ اعظم

پھنسا ہے تباہی میں بیڑا ہمارا
سہارا لگا دو ذرا غوثِ اعظم

مشائخ جہاں آئیں بہر گدائی
وہ ہے تیری دولت سرا غوثِ اعظم

مری مشکلوں کو بھی آسان کیجے
کہ ہیں آپ مشکل کشا غوثِ اعظم

وہاں سر جھکاتے ہیں سب اونچے اونچے
جہاں ہے ترا نقشِ پا غوثِ اعظم

قسم ہے کہ مشکل کو مشکل نہ پایا
کہا ہم نے جس وقت یا غوثِ اعظم

مجھے پھیر میں نفس کافر نے ڈالا
بتا جائیے راستا غوثِ اعظم

کھلا دے جو مرجھائی کلیاں دلوں کی
چلا کوئی ایسی ہوا غوثِ اعظم

مجھے اپنی الفت میں ایسا گما دے
نہ پاؤں پھر اپنا پتا غوث اعظم

بچا لے غلاموں کو مجبوریوں سے
کہ تو عبدِ قادر ہے یا غوثِ اعظم

دکھا دے ذرا مہرِ رخ کی تجلی
کہ چھائی ہے غم کی گھٹا غوثِ اعظم

گرانے لگی ہے مجھے لغزشِ پا
سنبھالو ضعیفوں کو یا غوثِ اعظم

لپٹ جائیں دامن سے اُس کے ہزاروں — پکڑ لے جو دامن ترا غوثِ اعظم
سروں پر جسے لیتے ہیں تاج والے — تمھارا قدم ہے وہ یا غوثِ اعظم
دوائے نگاہے عطائے سخائے — کہ شد دردِ ما لا دوا یا غوثِ اعظم
زہر رو دہر راہ روئیم بگرداں — سوئے خویش راہم نما غوثِ اعظم
اسیرِ کمندِ ہوائیم کریما — بہ بخشائے بر حالِ ما غوثِ اعظم
فقیرِ تو چشمِ کرم از تو دارد — نگاہے بحالِ گدا غوثِ اعظم
کمر بست بر خونِ من نفسِ قاتل — اَغِثنِی برائے خدا غوثِ اعظم
گدائیم مگر از گدایانِ شاہے — کہ گویندش اہلِ صفا غوثِ اعظم
اُدھر میں پیا موری دولت ہے نیا — کہوں کا سے اپنی بتھا غوثِ اعظم
بپت میں کٹی موری سگری عمریا — کرو مو پہ اپنی دَیا غوثِ اعظم
بھیجو دو جو بیکنٹھ بغداد تو سے — کبھو موری نگری بھی آ غوثِ اعظم

کہے کس سے جا کر حسنؔ اپنے دل کی
سنے کون تیرے سوا غوثِ اعظم!

ردیف نون

کون کہتا ہے کہ زینت خلد کی اچھی نہیں — لیکن اے دل فرقت کوئے نبی اچھی نہیں
رحم کی سرکار میں پرسش ہے ایسوں کی بہت — اے دل اچھا ہے اگر حالت مری اچھی نہیں
تیرہ دل کو جلوۂ ماہِ عرب درکار ہے — چودھویں کے چاند تیری چاندنی اچھی نہیں
کچھ خبر ہے میں برا ہوں کیسے اچھے کا برا — مجھ بُرے پر زاہد و طعنہ زنی اچھی نہیں
اس گلی سے دور رہ کر کیا مریں ہم کیا جئیں — آہ ایسی موت ایسی زندگی اچھی نہیں
اُن کے در کی بھیک چھوڑیں سروری کے واسطے — اُن کے در کی بھیک اچھی سروری اچھی نہیں
خاک اُن کے آستانے کی منگا دے چارہ گر — فکر کیا حالت اگر بیمار کی اچھی نہیں
سایۂ دیوارِ جاناں میں ہو بستر خاک پر — آرزوئے تاج و تختِ خسروی اچھی نہیں

بارِ عصیاں کی ترقی سے ہوا ہوں جاں بلب
مجھ کو اچھا کیجئے حالت مری اچھی نہیں

ذرّۂ طیبہ کی طلعت کے مقابل اے قمر
گھٹتی بڑھتی چار دن کی چاندنی اچھی نہیں

موسمِ گل کیوں دکھائے سبز باغ
دشتِ طیبہ جائیں گے ہم رہزنی اچھی نہیں

بیکسوں پر مہرباں ہے رحمتِ بیکس نواز
کون کہتا ہے ہماری بے کسی اچھی نہیں

بندۂ سرکار ہو پھر کر خدا کی بندگی
ورنہ اے بندے خدا کی بندگی اچھی نہیں

رو سیہ ہوں منہ اُجالا کر دے اے طیبہ کے چاند
اس اندھیرے پاکھ کی یہ تیرگی اچھی نہیں

خارہائے دشتِ طیبہ چبھ گئے دِل میں مرے
عارضِ گل کی بہارِ عارضی اچھی نہیں

صبحِ محشر چونک اے دل جلوۂ محبوب دیکھ
نور کا تڑکا ہے پیارے کاہلی اچھی نہیں

اُن کے در پر موت آجائے تو جی جاؤں حسنؔ
ان کے در سے دور رہ کر زندگی اچھی نہیں

نگاہِ لطف کے امیدوار ہم بھی ہیں
لئے ہوئے یہ دلِ بے قرار ہم بھی ہیں

ہمارے دستِ تمنا کی لاج بھی رکھنا
ترے فقیروں میں اے شہریار ہم بھی ہیں

اِدھر بھی توسنِ اقدس کے دو قدم جلوے
تمھاری راہ میں مُشتِ غبار ہم بھی ہیں

کھلا دو غنچۂ دل صدقہ بادِ دامن کا
امیدوارِ نسیمِ بہار ہم بھی ہیں

تمھاری ایک نگاہِ کرم میں سب کچھ ہے
پڑے ہوئے تو سرِ رہ گزار ہم بھی ہیں

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعلِ پاکِ حضور
تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

یہ کس شہنشہِ والا کا صدقہ بٹتا ہے
کہ خسرووں میں پڑی ہے پکار ہم بھی ہیں

ہماری بگڑی بنی ان کے اختیار میں ہے
سپرد انھیں کے ہیں سب کاروبار ہم بھی ہیں

حسنؔ ہے جن کی سخاوت کی دھوم عالم میں
انھیں کے تم بھی ہو اک ریزہ خوار ہم بھی ہیں

کیا کریں محفلِ دلدار کو کیونکر دیکھیں
اپنے سرکار کے دربار کو کیونکر دیکھیں

تابِ نظارہ تو ہو یار کو کیونکر دیکھیں
آنکھیں ملتی نہیں دیدار کو کیونکر دیکھیں

دلِ مردہ کو ترے کوچہ میں کیونکر لے جائیں
اثرِ جلوۂ رفتار کو کیونکر دیکھیں

جن کی نظروں میں ہے صحرائے مدینہ بلبلیں — آنکھ اٹھا کر ترے گلزار کو کیونکر دیکھیں
عوضِ عفو گنہ بکتے ہیں اک مجمع ہے — ہائے ہم اپنے خریدار کو کیونکر دیکھیں
ہم گنہگار کہاں اور کہاں رویتِ عرش — سر اٹھا کر تری دیوار کو کیونکر دیکھیں
اور سرکار بنے ہیں تو انھیں کے در سے — ہم گدا اور کی سرکار کو کیونکر دیکھیں
دستِ صیاد سے آہو کو چھڑائیں جو کریم — دامِ غم میں وہ گرفتار کو کیونکر دیکھیں
تابِ دیدار کا دعویٰ ہے جنھیں سامنے آئیں — دیکھتے ہیں ترے رخسار کو کیونکر دیکھیں
دیکھئے کوچۂ محبوب میں کیونکر پہنچیں — دیکھئے جلوۂ دیدار کو کیونکر دیکھیں

اہلکارانِ سقر اور ارادہ سے حسنؔ
نازپروردۂ سرکار کو کیونکر دیکھیں

نہ کیوں آرائشیں کرتا خدا دنیا کے ساماں میں — تمھیں دولہا بنا کر بھیجنا تھا بزمِ امکاں میں
یہ رنگینی یہ شادابی کہاں گلزارِ رضواں میں — ہزاروں جنتیں آ کر بسی ہیں کوئے جاناں میں
خزاں کا کس طرح ہو دخل جنت کے گلستاں میں — بہاریں بس چکی ہیں جلوۂ رنگین جاناں میں
تم آئے روشنی پھیلی ہوا دن کھل گئیں آنکھیں — اندھیرا سا اندھیرا چھا رہا تھا بزمِ امکاں میں
تھکا ماندہ وہ ہے جو پاؤں اپنے توڑ کر بیٹھا — وہی پہنچا ہوا ٹھہرا جو پہنچا کوئے جاناں میں
تمھارا کلمہ پڑھتا اٹھے تم پر صدقے ہونے کو — جو پائے پاک سے ٹھوکر لگا دو جسم بیجاں میں
عجب انداز سے محبوبِ حق نے جلوہ فرمایا — سرور آنکھوں میں آیا جان دل میں نور ایماں میں
فدائے خارہائے دشتِ طیبہ پھول جنت کے — یہ وہ کانٹے ہیں جنکو خود جگہ دیں گل رگِ جاں میں
ہر اک کی آرزو ہے پہلے مجھ کو ذبح فرمائیں — تماشا کر رہے ہیں مرنے والے عیدِ قرباں میں
ظہورِ پاک سے پہلے بھی صدقے تھے نبی تم پر — تمھارے نام ہی کی روشنی تھی بزمِ امکاں میں
کلیم آسانہ کیونکر غش ہوں ان کے دیکھنے والے — نظر آتے ہیں جلوے طور کے رخسارِ تاباں میں
ہوا بدلی گھرے بادل کھلے گل بلبلیں چہکیں — تم آئے یا بہار جانفزا آئی گلستاں میں
کسی کو زندگی اپنی نہ ہوتی اس قدر میٹھی — مگر دھوون تمھارے پاؤں کا ہے شیرِ جاں میں
اُسے قسمت نے اُن کے جیتے جی جنت میں پہنچایا — جو دم لینے کو بیٹھا سایۂ دیوارِ جاناں میں
کیا پروانوں کو بلبل نرالی شمع لائے تم — گرے پڑتے تھے جو آتش پہ وہ پہنچے گلستاں میں

نسیمِ طیبہ سے بھی شمع گل ہو جائے لیکن یوں
کہ گلشن پھولیں جنت لہلہا اٹھے چراغاں میں

اگر دودِ چراغِ بزمِ شہ چھو جائے کاجل سے
شبِ قدرِ تجلی کا ہو سرمہ چشمِ خوباں میں

کرم فرمائے گر باغِ مدینہ کی ہوا کچھ بھی!
گلِ جنت نکل آئیں ابھی سروِ چراغاں میں

چمن کیونکر نہ مہکیں بلبلیں کیونکر نہ عاشق ہوں
تمہارا جلوۂ رنگیں بھرا پھولوں نے داماں میں

اگر دودِ چراغِ بزمِ والا مس کرے کچھ بھی
شمیمِ مشک بس جائے گلِ شمع شبستاں میں

یہاں کے سنگریزوں سے حسنؔ کیا لعل کو نسبت
یہ اُن کی رہ گزر میں ہیں وہ پتھر ہے بدخشاں میں

عجب کرم شہِ والا تبار کرتے ہیں
کہ نا امیدوں کو امیدوار کرتے ہیں

جما کے دل میں صفیں حسرت و تمنا کی
نگاہِ لطف کا ہم انتظار کرتے ہیں

مجھے فسردگیِ بخت کا الم کیوں ہو
وہ ایک دم میں خزاں کو بہار کرتے ہیں

خدا سگانِ نبی سے یہ مجھ کو سنوا دے
ہم اپنے کتوں میں تجھ کو شمار کرتے ہیں

ملائکہ کو بھی ہیں کچھ فضیلتیں ہم پر
کہ پاس رہتے ہیں طوفِ مزار کرتے ہیں

جو خوش نصیب یہاں خاکِ در پہ بیٹھے ہیں
جلوسِ مسندِ شاہی سے عار کرتے ہیں

ہمارے دل کی لگی بھی وہی بجھا دینگے
جو دم میں آگ کو باغ و بہار کرتے ہیں

اشارہ کر دو تو بادِ خلاف کے جھونکے
ابھی ہمارے سفینے کو پار کرتے ہیں

تمہارے در کے گداؤں کی شان عالی ہے
وہ جس کو چاہتے ہیں تاجدار کرتے ہیں

گدا گدا ہی ہے وہ تو کیا چاہے ادب
بڑے بڑے ترے در کا وقار کرتے ہیں

تمام خلق کو منظور ہے رضا جن کی
رضا حضور کی وہ اختیار کرتے ہیں

سنا کے وصف رخِ پاک عندلیب کو ہم
رہینِ آمدِ فصلِ بہار کرتے ہیں

ہوا خلاف ہو چکرائے ناؤ کیا غم ہے
وہ ایک آن میں بیڑے کو پار کرتے ہیں

اَنَا لَهَا سے وہ بازارِ کس مپرساں میں
تسلیِ دلِ بے اختیار کرتے ہیں

بنائی پشت نہ کعبہ کی اُن کے گھر کی طرف
جنھیں خبر ہے وہ ایسا وقار کرتے ہیں

کبھی وہ تاجورانِ زمانہ کر نہ سکیں
جو کام آپ کے خدمت گذار کرتے ہیں

ہوائے دامنِ جاناں کے جانفزا جھونکے
خزاں رسیدوں کو باغ و بہار کرتے ہیں

سگانِ کوئے نبی کے نصیب پر قرباں
پڑے ہوئے سرِ رہ افتخار کرتے ہیں

کوئی یہ پوچھے مرے دل سے میری حسرت سے
کہ ٹوٹے حال میں کیا غمگسار کرتے ہیں

وہ اُن کے در کے فقیروں سے کیوں نہیں کہتے
جو شکوۂ ستمِ روزگار کرتے ہیں

تمہارے ہجر کے صدموں کی تاب کس کو ہے
یہ چوب خشک کو بھی بیقرار کرتے ہیں

کسی بلا سے انھیں پہنچے کس طرح آسیب
جو تیرے نام سے اپنا حصار کرتے ہیں

یہ نرم دل ہیں وہ پیارے کہ سختیوں پر بھی
عدو کے حق میں دُعا بار بار کرتے ہیں

کشود عقدۂ مشکل کی کیوں میں فکر کروں
یہ کام تو مرے طیبہ کے خار کرتے ہیں

زمینِ کوئے نبی کے جو لیتے ہیں بوسے
فرشتگانِ فلک اُن کو پیار کرتے ہیں

تمہارے در پہ گدا بھی ہیں ہاتھ پھیلائے
تمھیں سے عرضِ دُعا شہریار کرتے ہیں

کسے ہے دیدِ جمالِ خدا پسند کی تاب
وہ پورے جلوے کہاں آشکار کرتے ہیں

ہمارے نخلِ تمنا کو بھی وہ پھل دینگے
درختِ خشک کو جو باردار کرتے ہیں

پڑے ہیں خوابِ تغافل میں ہم مگر مولےٰ
طرح طرح سے ہمیں ہوشیار کرتے ہیں

سنا نہ مرتے ہوئے آج تک کسی نے انھیں
جو اپنے جان و دل اُن پر نثار کرتے ہیں

اُنھیں کا جلوہ سرِ بزم دیکھتے ہیں پتنگ
انھیں کی یاد چمن میں ہزار کرتے ہیں

مرے کریم نہ آہو کہ قید دیکھ سکے
عبث اسیرِ الم انتشار کرتے ہیں

جو ذرے آتے ہیں پائے حضور کے نیچے
چمک کے مہر کو وہ شرمسار کرتے ہیں

جو موئے پاک کو رکھتے ہیں اپنی ٹوپی میں
شجاعتیں وہ دمِ کارزار کرتے ہیں

جدھر وہ آتے ہیں اب اس میں دل ہوں تو راہیں
مہک سے گیسوؤں کی مشکبار کرتے ہیں

حسن کی جان ہو اُس وسعتِ کرم پہ نثار
کہ اک جہان کو امیدوار کرتے ہیں

منقبت
حضور اچھے میاں

سُن لو میری التجا اچھے میاں
میں تصدق میں فدا اچھے میاں

اب کمی کیا ہے خدا دے بندہ لے
میں گدا تم بادشا اچھے میاں

دین و دنیا میں بہت اچھا رہا
جو تمہارا ہو گیا اچھے میاں

اس برے کو آپ اچھا کیجیے
آپ اچھے میں برا اچھے میاں

ایسے اچھے کا برا ہوں میں برا
جن کو اچھوں نے کہا اچھے میاں

میں حوالے کر چکا ہوں آپ کے
اپنا سب اچھا برا اچھے میاں

آپ جانیں مجھ کو اس کی فکر کیا
میں برا ہوں یا بھلا اچھے میاں

مجھ برے کے کیسے اچھے ہیں نصیب
میں برا ہوں آپ کا اچھے میاں

اپنے منگتا کو بلا کر بھیک دی
اے میں قربانِ عطا اچھے میاں

مشکلیں آسان فرما دیجیے
اے مرے مشکل کشا اچھے میاں

میری جھولی بھر دو دستِ فیض سے
حاضرِ در ہے گدا اچھے میاں

دم قدم کی خیر منگتا ہوں ترا
دم قدم کی خیر لا اچھے میاں

جاں بلب ہوں دردِ عصیاں کے حضور
جاں بلب کو دو شفا اچھے میاں

دشمنوں کی ہے چڑھائی الغیاث
ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں

نفس سرکش درپئے آزار ہے
ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں

شام ہے نزدیک صحرا ہولناک
ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں

نزع کی تکلیف اغوائے عدو
ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں

وہ سوالِ قبر وہ شکلیں مہیب
ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں

پرسشِ اعمال اور مجھ سا اثیم
ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں

بارِ عصیاں سر پہ رعشہ پاؤں میں
ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں

خالی ہاتھ آیا بھرے بازار میں
ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں

مجرمِ ناکارہ دیوانِ عدل
ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں

پوچھتے ہیں کیا کہا تھا کیا کیا
ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں

پا شکستہ اور عبورِ پُلِ صراط
ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں

خائن و خاطی سے لیتے ہیں حساب
ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں

بھول جاؤں میں نہ سیدھی راہ کو
میرے اچھے رہنما اچھے میاں

تم مجھے اپنا بنا لو بہرِ غوث
میں تمہارا ہو چکا اچھے میاں

کون دے مجھ کو مرادیں آپ دیں — میں ہوں کس کا آپ کا اچھے میاں
یہ گھٹائیں غم کی یہ روزِ سیاہ — مہر فرما مہ لقا اچھے میاں
احمدِ نوری کا صدقہ ہر جگہ — منہ اجالا ہو مرا اچھے میاں
آنکھ نیچی دونوں عالم میں نہ ہو — بول بالا ہو مرا اچھے میاں
میرے بھائی جن کو کہتے ہیں رضا — جو ہیں اس در کے گدا اچھے میاں
ان کی منہ مانگی مرادیں ہوں حصول — آپ فرمائیں عطا اچھے میاں
عمر بھر میں ان کے سایہ میں رہوں — اُن پہ سایہ آپ کا اچھے میاں
مجھ کو میرے بھائیوں کو حشر تک — ہو نہ غم کا سامنا اچھے میاں
مجھ پہ میرے بھائیوں پہ ہر گھڑی — ہو کرم سرکار کا اچھے میاں
مجھ سے میرے بھائیوں سے دور ہو — دُکھ مرض ہر قسم کا اچھے میاں
میری میرے بھائیوں کی حاجتیں — فضل سے کیجئے روا اچھے میاں
ہم غلاموں کے جو ہیں لختِ جگر — خوش رہیں سب دائما اچھے میاں
پنجتن کا سایہ پانچوں پر رہے — اور ہو فضلِ خدا اچھے میاں
سب عزیزوں سب قریبوں پر رہے — سایۂ فضل و عطا اچھے میاں
غوثِ اعظم قطبِ عالم کے لئے — رد نہ ہو میری دعا اچھے میاں

ہو حسنؔ سرکارِ والا کا حسن
کیجئے ایسی عطا اچھے میاں

ردیف واو

دل میں ہو یاد تری گوشۂ تنہائی ہو — پھر تو خلوت میں عجب انجمن آرائی ہو
آستانہ پہ ترے سر ہو اجل آئی ہو — اور اے جانِ جہاں تو بھی تماشائی ہو
خاکِ پامال غریباں کو نہ کیوں زندہ کرے — جس کے دامن کی ہوا بادِ مسیحائی ہو

اُس کی قسمت پہ فدا تختِ شہی کی راحت
خاکِ طیبہ پہ جسے چین کی نیند آئی ہو

تاج والوں کی یہ خواہش ہے کہ ان کے در پر
ہم کو حاصل شرفِ ناصیہ فرسائی ہو

اک جھلک دیکھنے کی تاب نہیں عالم کو
وہ اگر جلوہ کریں کون تماشائی ہو

آج جو عیب کسی پر نہیں کھلنے دیتے
کب وہ چاہیں گے مری حشر میں رسوائی ہو

کیوں کریں بزمِ شبستانِ جناں کی خواہش
جلوۂ یار جو شمعِ شبِ تنہائی ہو

خلعتِ مغفرت اس کیلئے رحمت لائے
جس نے خاکِ درِ شہ جائے کفن پائی ہو

یہی منظور تھا قدرت کو کہ سایہ نہ بنے
ایسے یکتا کے لئے ایسی ہی یکتائی ہو

ذکرِ خدام نہیں مجھ کو بتا دیں دشمن
کوئی نعمت بھی کسی اور سے گر پائی ہو

جب اُٹھے دستِ اجل سے مری ہستی کا حجاب
کاش اس پردہ کے اندر تری زیبائی ہو

دیکھیں جاں بخشیِ لب کو تو کہیں خضر و مسیح
کیوں مرے کوئی اگر ایسی مسیحائی ہو

کبھی ایسا نہ ہوا اُن کے کرم کے صدقے
ہاتھ کے پھیلنے سے پہلے نہ بھیک آئی ہو

بند جب خوابِ اجل سے ہوں حسنؔ کی آنکھیں
اس کی نظروں میں ترا جلوۂ زیبائی ہو

اے راحتِ جاں جو ترے قدموں سے لگا ہو
کیوں خاک بسر صورتِ نقشِ کفِ پا ہو

ایسا نہ کوئی ہے نہ کوئی ہو نہ ہوا ہو
سایہ بھی تو اک مثل ہے پھر کیوں نہ جدا ہو

اللہ کا محبوب بنے جو تمھیں چاہے
اُس کا تو بیاں ہی نہیں کچھ تم جسے چاہو

دل سب سے اُٹھا کر جو پڑا ہو ترے در پر
اُفتادِ دو عالم سے تعلق اسے کیا ہو

اُس ہاتھ سے دل سوختہ جانوں کے ہرے کر
جس سے رطبِ سوختہ کی نشو و نما ہو

ہر سانس سے نکلے گلِ فردوس کی خوشبو
گر عکس فگن دل میں وہ نقشِ کفِ پا ہو

اُس در کی طرف اس لئے میزاب کا مونہہ ہے
وہ قبلۂ کونین ہے یہ قبلہ نما ہو

بے چین رکھے مجھ کو ترا دردِ محبت
مٹ جائے وہ دل پھر جسے ارمانِ دوا ہو

یہ میری سمجھ میں کبھی آ ہی نہیں سکتا
ایمان مجھے پھیرنے کو تو نے دیا ہو

اس گھر سے عیاں نورِ الٰہی ہو ہمیشہ
تم جس میں گھڑی بھر کے لئے جلوہ نما ہو

مقبول ہیں ابرو کے اشارے سے دعائیں
کب تیر کمانِ درِ نبوت کا خطا ہو

ہو سلسلہ الفت کا جسے زلف نبی سے — الجھے نہ کوئی کام نہ پابندِ بلا ہو

شکر ایک کرم کا بھی ادا ہو نہیں سکتا
دل اُن پہ فدا جانِ حسنؔ اُن پہ فدا ہو

تم ذاتِ خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو — اللہ کو معلوم ہے کیا جانیے کیا ہو

یہ کیوں کہوں مجھ کو یہ عطا ہو یہ عطا ہو — وہ دو کہ ہمیشہ مرے گھر بھر کا بھلا ہو

جس بات میں مشہورِ جہاں ہے لبِ عیسیٰ — اے جانِ جہاں وہ تری ٹھوکر سے ادا ہو

ٹوٹے ہوئے دم، جوش پہ طوفانِ معاصی — دامن نہ ملے اُن کا تو کیا جانیے کیا ہو

یوں جھک کے ملے ہم سے کمینوں سے وہ جس کو — اللہ نے اپنے ہی لئے خاص کیا ہو

مٹی نہ ہو برباد پسِ مرگ الٰہی — جب خاک اڑے میری مدینہ کی ہوا ہو

منگتا تو ہیں منگتا کوئی شاہوں میں دکھا دے — جس کو مرے سرکار سے ٹکڑا نہ ملا ہو

قدرت نے ازل میں یہ لکھا اُن کی جبیں پر — جو اُن کی رضا ہو وہی خالق کی رضا ہو

ہر وقت کرم بندہ نوازی پہ تُلا ہے — کچھ کام نہیں اس سے بُرا ہو کہ بھلا ہو

سو جاں سے گنہگار کا ہو رختِ عمل چاک — پردہ نہ کھلے گر ترے دامن سے بندھا ہو

ابرار نکوکار خدا کے ہیں خدا کے — اُن کا ہے وہ اُن کا ہے جو بد ہو جو بُرا ہو

اے نفس انھیں رنج دیا اپنی بدی سے — کیا قہر کیا تو نے ارے تیرا بُرا ہو

اللہ یوں ہی عمر گذر جائے گدا کی — سر خم ہو درِ پاک پر اور ہاتھ اٹھا ہو

شاباش حسنؔ اور چمکتی سی غزل پڑھ
دل کھول کر آئینۂ ایماں کی جلا ہو

دل درد سے بسمل کی طرح لوٹ رہا ہو — سینہ پہ تسلی کو ترا ہاتھ دھرا ہو

کیوں اپنی گلی میں وہ روادارِ صدا ہو — جو بھیک لئے راہ گدا دیکھ رہا ہو

گر وقتِ اجل سر تری چوکھٹ پہ جھکا ہو — جتنی ہو قضا ایک ہی سجدہ میں ادا ہو

ہمسایۂ رحمت ہے ترا سایۂ دیوار — رتبہ سے تنزل کرے تو ظلِ ہما ہو

موقوف نہیں صبحِ قیامت ہی پہ یہ عرض / جب آنکھ کھلے سامنے تو جلوہ نما ہو
دے اس کو دمِ نزع اگر حور بھی ساغر / منہ پھیر لے جو تشنۂ دیدار ترا ہو
فردوس کے باغوں سے ادھر مل نہیں سکتا / جو کوئی مدینہ کے بیاباں میں گما ہو
دیکھا انھیں محشر میں تو رحمت نے پکارا / آزاد ہے جو آپ کے دامن سے بندھا ہو
آتا ہے فقیروں پہ انھیں پیار کچھ ایسا / خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتا کا بھلا ہو
ویراں ہوں جب آباد مکاں صبحِ قیامت / اجڑا ہوا دل آپ کے جلوؤں سے بسا ہو
ڈھونڈا ہی کریں صدرِ قیامت کے سپاہی / وہ کس کو ملے جو ترے دامن میں چھپا ہو
جب دینے کو بھیک آئے سرِ کوئے گدایاں / لب پر یہ دعا تھی مرے منگتا کا بھلا ہو
جھک کر انھیں ملنا ہے ہر اک خاک نشیں سے / کس واسطے نیچا نہ وہ دامانِ قبا ہو
تم کو تو غلاموں سے ہے کچھ ایسی محبت / ہے ترکِ ادب ورنہ کہیں ہم پہ فدا ہو

دے ڈالیے اپنے لبِ جاں بخش کا صدقہ
اے چارۂ دل دردِ حسن کی بھی دوا ہو

ردیف
ہائے ہوز

عجب رنگ پر ہے بہارِ مدینہ / کہ سب جنتیں ہیں نثارِ مدینہ
مبارک رہے عندلیبو تمھیں گل / ہمیں گل سے بہتر ہے خارِ مدینہ
بنا شہ نشیں خسروِ دو جہاں کا / بیاں کیا ہو عز و وقارِ مدینہ
مری خاک یارب نہ برباد جائے / پسِ مرگ کر دے غبارِ مدینہ
رگِ گل کی جب نازکی دیکھتا ہوں / مجھے یاد آتے ہیں خارِ مدینہ
ملائک لگاتے ہیں آنکھوں میں اپنی / شب و روز خاکِ مزارِ مدینہ
جدھر دیکھیے باغِ جنت کھلا ہے / نظر میں ہیں نقش و نگارِ مدینہ
رہیں ان کے جلوے بسیں ان کے جلوے / مرا دل بنے یادگارِ مدینہ

حرم ہے اُسے ساحتِ ہر دو عالم — جو دِل ہو چکا ہے شکارِ مدینہ
دو عالم میں بٹتا ہے صدقہ یہاں کا — ہمیں اک نہیں ریزہ خوارِ مدینہ
بنا آسماں منزلِ ابنِ مریم — گئے لامکاں تاجدارِ مدینہ
مرادِ دلِ بلبلِ بے نوا دے — خدایا دکھا دے بہارِ مدینہ

شرف جن سے حاصل ہوا انبیا کو
وہی ہیں حسنؔ افتخارِ مدینہ

ردیف یائے تحتانی

نہ ہو آرام جس بیمار کو سارے زمانے سے — اٹھا لیجائے تھوڑی خاک اُن کے آستانے سے
تمہارے در کے ٹکڑوں سے پڑا پلتا ہے اک عالم — گزارا سب کا ہوتا ہے اسی محتاج خانے سے
شبِ اسریٰ کے دولھا پر نچھاور ہونے والی تھی — نہیں تو کیا غرض تھی اتنی جانوں کے بنانے سے
کوئی فردوس ہو یا خلد ہو ہم کو غرض مطلب — لگا یا اب تو بستر آپ ہی کے آستانے سے
نہ کیوں ان کی طرف اللہ سو سو پیار سے دیکھے — جو اپنی آنکھیں ملتے ہیں تمہارے آستانے سے
تمہارے تو وہ احساں اور یہ نافرمانیاں اپنی — ہمیں تو شرم سی آتی ہے تم کو منہ دکھانے سے
بہارِ خلد صدقے ہو رہی ہے روئے عاشق پر — کھلی جاتی ہیں کلیاں دل کی تیرے مسکرانے سے
زمیں تھوڑی سی دیدے بہرِ مدفن اپنے کوچہ میں — لگا دے میرے پیارے میری مٹی بھی ٹھکانے سے
پلٹتا ہے جو زائر اس سے کہتا ہے نصیب اس کا — ارے غافل قضا بہتر ہے یاں سے پھر کے جانے سے
بلا لو اپنے در پر اب تو ہم خانہ بدوشوں کو — پھریں کب تک ذلیل و خوار در در بے ٹھکانے سے

نہ پہنچے اُن کے قدموں تک نہ کچھ حسنِ عمل ہی ہے
حسنؔ کیا پوچھتے ہو ہم گئے گزرے زمانے سے

مبارک ہو وہ شہ پردہ سے باہر ہونے والا ہے — گدائی کو زمانہ جس کے در پر آنے والا ہے

چکوروں سے کہو ماہِ دل آرا ہے چمکنے کو
خبر ذرّوں کو دو مہرِ منوّر آنے والا ہے

فقیروں سے کہو حاضر ہوں جو مانگیں گے پائینگے
کہ سلطانِ جہاں محتاج پرور آنے والا ہے

کہو پروانوں سے شمعِ ہدایت اب چمکتی ہے
خبر دو بلبلوں کو وہ گلِ تر آنے والا ہے

کہاں ہیں ٹوٹی امیدیں کہاں ہیں بے سہارے دل
کہ وہ فریاد رس بیکس کا یاور آنے والا ہے

ٹھکانہ بے ٹھکانوں کا سہارا بے سہاروں کا
غریبوں کی مدد بیکس کا یاور آنے والا ہے

بر آئیں گی مرادیں حسرتیں ہو جائیں گی پوری
کہ وہ مختارِ کُل عالم کا سرور آنے والا ہے

مبارک درمندوں کو ہو مژدہ بیقراروں کو
قرارِ دل شکیبِ جانِ مضطر آنے والا ہے

گنہگارو نہ ہو مایوس تم اپنی رہائی سے
مدد کو وہ شفیعِ روزِ محشر آنے والا ہے

جھکا لائے نہ کیوں تاروں کو شوقِ جلوۂ عارض
کہ وہ ماہِ دل آرا اب زمیں پر آنے والا ہے

کہاں ہیں بادشاہانِ جہاں آئیں سلامی کو
کہ اب فرمانروائے ہفت کشور آنے والا ہے

سلاطینِ زمانہ جس کے در پر بھیک مانگیں گے
فقیروں کو مبارک وہ تونگر آنے والا ہے

یہ ساماں ہو رہے تھے مدتوں سے جس کی آمد کے
وہی نوشاہ باصد شوکت و فر آنے والا ہے

وہ آتا ہے کہ ہے جس کا فدائی عالمِ بالا
وہ آتا ہے کہ دل عالم کا جس پر آنے والا ہے

نہ کیوں ذرّوں کو ہو فرحت کہ چمکا اخترِ قسمت
سحر ہوتی ہے خورشیدِ منوّر آنے والا ہے

حسن کہہ دیں اٹھیں سب امتی تعظیم کی خاطر
کہ اپنا پیشوا اپنا پیمبر آنے والا ہے

جائیگی ہنستی ہوئی خلد میں امت اُن کی
کب گوارا ہوئی اللہ کو رقت اُن کی

ابھی پھٹتے ہیں جگر ہم سے گنہگاروں کے
ٹوٹے دل کا جو سہارا ہو رحمت اُن کی

دیکھ آنکھیں نہ دکھا مہرِ قیامت ہم کو
جن کے سایہ میں ہیں ہم دیکھی ہے صورت اُن کی

حُسنِ یوسف دمِ عیسٰی پہ نہیں کچھ موقوف
جس نے جو پایا ہے پایا ہے بدولت اُن کی

ان کا کہنا نہ کریں جب بھی وہ چاہیں ہم کو
سرکشی اپنی تو یہ اور وہ چاہت اُن کی

پار ہو جائے گا اک آن میں بیڑا اپنا
کام کر جائے گی محشر میں شفاعت اُن کی

حشر میں ہم سے گنہگار پریشاں خاطر
عفو رحمٰن و رحیم اور شفاعت اُن کی

خاکِ در تیری جو چہروں سے ملے پھرتے ہیں
کس طرح بھائے نہ اللہ کو صورت اُن کی

عاصیو کیوں غمِ محشر میں مرے جاتے ہو
سنتے ہیں بندہ نوازی تو ہے عادت اُن کی

جلوۂ شانِ الٰہی کی بہاریں دیکھو
قدرا الحق کی ہے شرح زیارت اُن کی

باغِ جنت میں چلے جائیں گے بے پوچھے ہم
وقف ہے ہم سے مساکین پہ دولت اُن کی

یاد کرتے ہیں عدو کو بھی دعا ہی سے وہ
ساری دنیا سے نرالی ہے یہ عادت اُن کی

ہم ہوں اور ان کی گلی خلد میں واعظ ہی ہیں
اے حسنؔ ان کو مبارک رہے جنت ان کی

ہم نے تقصیر کی عادت کرلی
آپ اپنے پہ قیامت کرلی

میں چلا ہی تھا مجھے روک لیا
مرے اللہ نے رحمت کرلی

ذکرِ شہ سن کے ہوئے بزم محو
ہم نے جلوت میں بھی خلوت کرلی

نارِ دوزخ سے بچایا مجھ کو
مرے پیارے بڑی رحمت کرلی

بال بیکا نہ ہوا پھر اُس کا
آپ نے جس کی حمایت کرلی

رکھ دیا سر قدمِ جاناں پر
اپنے بچنے کی یہ صورت کرلی

نعمتیں ہم کو کھلائیں اور آپ
جَو کی روٹی پر قناعت کرلی

اُس سے فردوس کی صورت پوچھو
جس نے طیبہ کی زیارت کرلی

شانِ رحمت کے تصدق جاؤں
مجھ سے عاصی کی حمایت کرلی

فاقہ مستوں کو شکم سیر کیا
آپ فاقہ پہ قناعت کرلی

اے حسنؔ کام کا کچھ کام کیا
یا یونہیں ختم پہ رخصت کرلی

کیا خدا داد آپ کی امداد ہے
اک نظر میں شاد ہر ناشاد ہے

مصطفیٰ تو برسرِ امداد ہے
عفو تو کہہ کیا ترا ارشاد ہے

بن پڑی ہے نفس کافر کیش کی
کھیل بگڑا لو خبر فریاد ہے

اس قدر ہم ان کو بھولے ہائے ہائے
ہر گھڑی جن کو ہماری یاد ہے

نفسِ امارہ کے ہاتھوں اے حضور
داد ہے بیداد ہے فریاد ہے

پھر چلی بادِ مخالف لو خبر
ناؤ پھر چکرا گئی فریاد ہے

کھیل بگڑا ناؤ ٹوٹی میں چلا
اے مرے والی بچا فریاد ہے

رات اندھیری میں اکیلا یہ گھٹا
اے قمر ہو جلوہ گر فریاد ہے

عہد جو اُن سے کیا روزِ الست
کیوں دلِ غافل تجھے کچھ یاد ہے

میں ہوں میں ہوں اپنی اُمت کیلئے
کیا ہی پیارا پیارا یہ ارشاد ہے

وہ شفاعت کو چلے ہیں پیشِ حق
عاصیو تم کو مبارکباد ہے

کون سے دل میں نہیں یادِ حبیب
قلبِ مومن مصطفےٰ آباد ہے

جس کو اس در کی غلامی مل گئی
وہ غمِ کونین سے آزاد ہے

جن کے ہم بندے وہی ٹھہرے شفیع
پھر دلِ بیتاب کیوں ناشاد ہے

ان کے در پر گر کے پھر اٹھا نہ جائے
جان و دل قربان کیا افتاد ہے

یہ عبارت زاہد و بے حبِ دوست
مفت کی محنت ہے سب برباد ہے

ہم صفیروں سے ملیں کیوں کر حسنؔ
سخت دل اور سنگدل صیاد ہے

آپ کے در کی عجب توقیر ہے
جو یہاں کی خاک ہے اکسیر ہے

کام جو اُن سے ہوا پورا ہوا
اُن کی جو تدبیر ہے تقدیر ہے

جس سے باتیں کیں انھیں کا ہوگیا
واہ کیا تقریر پُر تاثیر ہے

جو لگائے آنکھ میں محبوب ہو
خاکِ طیبہ سرمۂ تسخیر ہے

صدرِ اقدس ہے خزینہ راز کا
سینہ کی تحریر میں تحریر ہے

ذرہ ذرہ سے ہے طالع نورِ شاہ
آفتابِ حسن عالمگیر ہے

لطف کی بارش ہے سب شاداب ہیں
ابرِ جودِ شاہ عالمگیر ہے

مجرمو اُن کے قدم پر لوٹ جاؤ
بس رہائی کی یہی تدبیر ہے

یا نبی مشکل کشائی کیجئے
بندۂ دربیدل و دلگیر ہے

وہ سراپا لطف ہیں شانِ خدا
وہ سراپا نور کی تصویر ہے

کان ہیں کانِ کرم جانِ کرم — آنکھ ہے یا چشمۂ تنویر ہے

جانے والے چل دیئے ہم رہ گئے
اپنی اپنی اے حسنؔ تقدیر ہے

نہ ہو مایوس میرے دکھ درد والے — درِ شہ پر آ۔ ہر مرض کی دوا لے
جو بیمارِ غم لے رہا ہو سنبھالے — وہ چاہے تو دم بھر میں اس کو سنبھالے
نہ کر اس طرح اے دلِ زار نالے — وہ ہیں سب کی فریاد کے سننے والے
کوئی دم میں اب ڈوبتا ہے سفینہ — خدارا خبر میری اے ناخدا لے
سفر کر خیالِ رُخِ شہ میں اے جاں — مسافر نکل جا اُجالے اُجالے
تہی دست و سودائے بازارِ محشر — مری لاج رکھ لے مرے تاج والے
زہے شوکتِ آستانِ معلّٰی — یہاں سر جھکاتے ہیں سب تاج والے
سوا تیرے اے ناخدائے غریباں — وہ ہے کون جو ڈوبتوں کو نکالے
یہی عرض کرتے ہیں شیرانِ عالم — کہ تو اپنے کتوں کا کتا بنا لے
جسے اپنی مشکل ہو آسان کرنی — فقیرانِ طیبہ سے آ کر دعا لے
خدا کا کرم دستگیری کو آئے — ترا نام لے لیں اگر گرنے والے
درِ شہ پر اے دل مرادیں ملیں گی — یہاں بیٹھ کر ہاتھ سب سے اٹھا لے
گھرا ہوں میں عصیاں کی تاریکیوں میں — خبر میری اے میرے بدرالدجےٰ لے
فقیروں کو ملتا ہے بے مانگے سب کچھ — یہاں جانتے ہی نہیں ٹالے بالے
لگائے ہیں پیوند کپڑوں میں اپنے — اُڑھائے فقیروں کو تم نے دوشالے
مٹا کفر کو دین چمکا دے اپنا — بنیں مسجدیں لوٹ جائیں شوالے
جو پیشِ صنم سر جھکاتے تھے اپنے — بنے تیری رحمت سے اللہ والے

نگاہے زچشمِ کرم بر حسنؔ کن
بکویت رسیدست آشفتہ حالے

نہیں وہ صدمہ یہ دل کو کس کا خیالِ رحمت تھپک رہا ہے
کہ آج رُک رُک کے خونِ دل کچھ مری مژہ سے ٹپک رہا ہے

لیا نہ ہو جس نے ان کا صدقہ ملا نہ ہو جس کو اُن کا باڑا
نہ کوئی ایسا بشر ہے باقی نہ کوئی ایسا ملک رہا ہے

کیا ہے حق نے کریم تم کو ادھر بھی للّٰلہ نگاہ کر لو
کہ دیر سے بینوا تمہارا تمہارے ہاتھوں کو تک رہا ہے

ہے کس کے گیسوئے مشک بو کی شمیم عنبر فشانیوں پر
کہ جائے نغمہ صفیرِ بلبل سے مشک اذفر ٹپک رہا ہے

یہ کس کے روئے نکو کے جلوے زمانے کو کر رہے ہیں روشن
یہ کس کے گیسوئے مشک بو سے مشامِ عالم مہک رہا ہے

حسنؔ عجب کیا جوان کے رنگِ ملیح کی تہہ ہے پیرہن پر
کہ رنگِ پُر نور مہر گردوں کئی فلک سے چمک رہا ہے

مرادیں مل رہی ہیں شاد شاد ان کا سوالی ہے
لبوں پر التجا ہے ہاتھ میں روضہ کی جالی ہے

تری صورت تری سیرت زمانے سے نرالی ہے
تری ہر ہر ادا پیارے دلیلِ بے مثالی ہے

بشر ہو یا ملک جو ہے ترے در کا سوالی ہے
تری سرکار والا ہے ترا دربارِ عالی ہے

وہ جگ داتا ہو تم سنسار باڑے کا سوالی ہے
دیا کرنا کہ اس منگتا نے بھی گُدڑی بچھالی ہے

منور دل نہیں فیضِ قدومِ شہ سے روضہ ہے
مشبّک سینۂ عاشق نہیں روضہ کی جالی ہے

تمہارا قامتِ یکتا ہے اِکّا بزمِ وحدت کا
تمہاری ذات بے ہمتا مثالِ بے مثالی ہے

فروغِ اخترِ بدرِ آفتابِ جلوۂ عارض
ضیائے طالعِ بدر اُن کا ابروئے ہلالی ہے

وہ ہیں اللہ والے جو تجھے والی کہیں اپنا
کہ تو اللہ والا ہے ترا اللہ والی ہے

سہارے نے ترے گیسو کے پھیرا ہے بلاؤں کو
اشارے نے ترے ابرو کے آئی موت ٹالی ہے

نگہ نے تیر رحمت کے دلِ اُمت سے کھینچے ہیں
مژہ نے پھانس حسرت کی کلیجہ سے نکالی ہے

فقیرو بے نواؤ اپنی اپنی جھولیاں بھر لو
کہ باڑا بٹ رہا ہے فیض پر سرکارِ عالی ہے

تجھی کو خلعتِ یکتائیٔ عالم ملا حق سے
ترے ہی جسم پر موزوں قبائے بیمثالی ہے

نکالا کب کسی کو بزمِ فیضِ عام سے تم نے
نکالی ہے تو آنے والوں کی حسرت نکالی ہے

بڑھے کیونکر نہ پھر شکلِ ہلالِ اسلام کی رونق
ہلالِ آسمانِ دیں تری تیغ ہلالی ہے

فقط اتنا سبب ہے انعقادِ بزمِ محشر کا
کہ ان کی شانِ محبوبی دکھائی جانیوالی ہے

خدا شاہد کہ روزِ حشر کا کھٹکا نہیں رہتا
مجھے جب یاد آتا ہے کہ میرا کون والی ہے

اتر سکتی نہیں تصویر بھی حسنِ سراپا کی
کچھ اس درجہ ترقی پر تمھاری بیمثالی ہے

نہیں محشر میں حسن کو دسترس آقا کے دامن تک
بھرے بازار میں اس بینوا کا ہاتھ خالی ہے

نہ کیوں ہو اتحادِ منزلت مکہ مدینہ میں
وہ بستی ہے نبی والی تو یہ اللہ والی ہے

شرف مکہ کی بستی کو ملا طیبہ کی بستی سے
نبی والی ہی کے صدقہ میں وہ اللہ والی ہے

وہی والی وہی آقا وہی وارث وہی مولےٰ
میں ان کے صدقے جاؤں اور میرا کون والی ہے

پکارا اے جانِ عیسیٰ سن لو اپنے خستہ حالوں کی
مرض نے دردمندوں کی غضب میں جان ڈالی ہے

مرادوں سے تمھیں دامن بھروگے نامرادوں کے
غریبوں بیکسوں کا اور پیارے کون والی ہے

ہمیشہ تم کرم کرتے ہو بگڑے حال والوں پر
بجز مکر میری حالت نے مری بگڑی بنالی ہے

تمھارے در تمھارے آستاں سے میں کہاں جاؤں
نہ مجھ سا کوئی بیکس ہے نہ تم سا کوئی والی ہے

حسن کا درد دکھ موقوف فرما کر بحالی دو
تمھارے ہاتھ میں دنیا کی موقوفی بحالی ہے

کرے چارہ سازی زیارت کسی کی
بھرے زخم دل کے ملاحت کسی کی

چمک کر یہ کہتی ہے طلعت کسی کی
کہ دیدارِ حق ہے زیارت کسی کی

نہ رہتی جو پردوں میں صورت کسی کی
نہ ہوتی کسی کو زیارت کسی کی

عجب پیاری پیاری ہے صورت کسی کی
ہمیں کیا خدا کو ہے الفت کسی کی

ابھی پار ہوں ڈوبنے والے بیڑے
سہارا لگا دے جو رحمت کسی کی

کسی کو کسی سے ہوئی ہے نہ ہوگی
خدا کو ہے جتنی محبت کسی کی

دمِ حشر عاصی مزے لے رہے ہیں
شفاعت کسی کی ہے رحمت کسی کی

رہے دل کسی کی محبت میں ہردم
رہے دل میں ہردم محبت کسی کی

ترا قبضہ کونین و ما فیہا سب پر — ہوئی ہے نہ ہو یوں حکومت کسی کی
خدا کا دیا ہے ترے پاس سب کچھ — ترے ہوتے کیا ہم کو حاجت کسی کی
زمانہ کی دولت نہیں پاس پھر بھی — زمانہ میں بٹتی ہے دولت کسی کی
نہ پہنچیں کہیں عقل کل کے فرشتے — خدا جانتا ہے حقیقت کسی کی
ہمارا بھروسہ ہمارا سہارا — شفاعت کسی کی حمایت کسی کی
قمر اک اشارہ میں دو ٹکڑے دیکھا — زمانہ پہ روشن ہے طاقت کسی کی
ہمیں ہیں کسی کی شفاعت کی خاطر — ہماری ہی خاطر شفاعت کسی کی
مصیبت زدو شاد ہو تم کہ اُن سے — نہیں دیکھی جاتی مصیبت کسی کی
نہ پہنچیں گے جب تک گنہگار اُن کے — نہ جائے گی جنت میں اُمت کسی کی
ہم ایسے گنہگار ہیں زہد والو — ہماری مدد پر ہے رحمت کسی کی
مدینہ کا جنگل ہو اور ہم ہوں زاہد — نہیں چاہیے ہم کو جنت کسی کی
ہزاروں ہوں خورشیدِ محشر تو کیا غم — یہاں سایہ گستر ہے رحمت کسی کی
بھرے جائینگے خلد میں اہلِ عصیاں — نہ جائے گی خالی شفاعت کسی کی
وہی سب کے مالک انھیں کا ہے سب کچھ — نہ عاصی کسی کے نہ جنت کسی کی
رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ پر تصدق — سب اونچوں سے اونچی ہے رفعت کسی کی
اُترنے لگے مَا رَمَیْتَ یَدُ اللّٰہ — چڑھی ایسی زوروں پہ طاقت کسی کی
گدا خوش ہوں خَیْرٌ لَّکَ کی صدا ہے — کہ دن دونی ہے بڑھتی دولت کسی کی
فترضیٰ نے ڈالی ہیں باہیں گلے میں — کہ ہو جائے راضی طبیعت کسی کی

خدا سے دعا ہے کہ ہنگام رخصت
زبان حسن پر ہو مدحت کسی کی

جان سے تنگ ہیں قیدی غمِ تنہائی کے — صدقے جاؤں میں تری انجمن آرائی کے
بزم آرا ہوں اُجالے تری زیبائی کے — کب سے مشتاق ہیں آئینے خود آرائی کے
ہو غبارِ درِ محبوب کہ گردِ رہِ دوست — جزوِ اعظم ہیں یہی سرمۂ بینائی کے
خاک ہو جائے اگر تیری تمناؤں میں — کیوں ملیں خاک میں ارمان تمنائی کے

وَرَفَعنَا لَکَ ذِکرَکَ کے چمکتے خورشید / لامکاں تک ہیں اُجالے تری زیبائی کے
دلِ مشتاق میں ارمانِ لقا آنکھیں بند / قابلِ دید ہیں انداز تمنائی کے
لبِ جاں بخش کی کیا بات ہے سبحان اللہ / تم نے زندہ کیے اعجاز مسیحائی کے
اپنے دامن میں چھپائیں وہ مرے عیبوں کو / اے زہے بخت مری ذلت و رسوائی کے
دیکھنے والے خدا کے ہیں خدا شاہد ہے / دیکھنے والے ترے جلوۂ زیبائی کے
جب غبارِ رہِ محبوب نے عزت بخشی / آئینے صاف ہوئے عینکِ زیبائی کے
بار سر پر ہے نقاہت سے گرا جاتا ہوں / صدقے جاؤں ترے بازو کی توانائی کے
عالم الغیب نے ہر غیب سے آگاہ کیا / صدقے اس شان کی دانائی و بینائی کے
دیکھنے والے ہو تم رات کی تاریکی میں / کان ہیں سمع کے اور آنکھ میں بینائی کے
غیبی نکلے ہیں وہ بے علم جنم کے اندھے / جن کو انکار ہیں اس علم و شناسائی کے

اے حسن کعبہ ہی افضل سہی اس در سے مگر
ہم تو خوگر ہیں یہاں ناصیہ فرسائی کے

پردے جس وقت اٹھیں جلوۂ زیبائی کے / وہ نگہبان رہیں چشمِ تمنائی کے
دھوم ہے فرش سے تا عرش تری شوکت کی / خطبے ہوتے ہیں جہانبانی و دارائی کے
حسن رنگینی و طلعت سے تمہارے جلوے / گل و آئینہ بنے محفلِ زیبائی کے
ذرۂ دشت مدینہ کی ضیا مہر کرے / اچھی ساعت سے پھریں دن شبِ تنہائی کے
پیار سے لے لیے آغوش میں سر رحمت نے / پائے انعام ترے در کی جبیں سائی کے
لاش احباب اسی در پہ پڑی رہنے دیں / کچھ تو ارمان نکل جائیں جبیں سائی کے
جلوہ گر ہو جو کبھی چشمِ تمنائی میں / پردے آنکھوں کے ہوں پردے تری زیبائی کے
خاکِ پامال ہماری بھی پڑی ہے سرِ راہ / صدقے اے روحِ رواں تیری مسیحائی کے
کیوں نہ وہ ٹوٹے دلوں کے کھنڈر آباد کریں / کہ دکھاتے ہیں کمال انجمن آرائی کے
زینتوں سے ہے حسینانِ جہاں کی زینت / زینتیں پاتی ہیں صدقے تری زیبائی کے
نام آقا ہوا جو لب سے غلاموں کے بلند / بالا بالا گئے غم آفتِ بالائی کے
عرش پر کعبۂ فردوس و دلِ مومن میں / شمع افروز ہیں اِکّے تری یکتائی کے

ترے محتاج نے پایا ہے وہ شاہانہ مزاج / اُس کی گدڑی کو بھی پیوند ہوں دارائی کے

اپنے ذرّوں کے سیہ خانوں کو روشن کر دو / مہر ہو تم فلکِ انجمن آرائی کے

پورے سرکار سے چھوٹے بڑے ارمان ہوں سب
اے حسنؔ میرے مرے چھوٹے بڑے بھائی کے

دمِ اضطراب مجھکو جو خیالِ یار آئے / مرے دل میں چین آئے تو اُسے قرار آئے

تری وحشتوں سے اے دل مجھے کیوں نہ عار آئے / تو انھیں سے دور بھاگے جنھیں تجھ پہ پیار آئے

مرے دل کو دردِ الفت وہ سکون دے الٰہی / مری بیقراریوں کو نہ کبھی قرار آئے

مجھے نزع چین بخشے مجھے موت زندگی دے / وہ اگر مرے سرہانے دمِ احتضار آئے

سببِ وفورِ رحمت مری بے زبانیاں ہیں / نہ فغاں کے ڈھنگ جانوں نہ مجھے پکار آئے

کھلیں پھول اس پھبن کے کھلیں بخت اس چمن کے / مرے گل پہ صدقے ہوکر جو کبھی بہار آئے

نہ حبیب سے محب کا کہیں ایسا پیار دیکھا / وہ بنے خدا کا پیارا تمھیں جس پہ پیار آئے

مجھے کیا الم ہو غم کا مجھے کیا ہو غم الم کا / کہ علاج غم الم کا مرے غمگسار آئے

جو امیر و بادشاہ ہیں اسی در کے سب گدا ہیں / تمھیں شہریار آئے تمھیں تاجدار آئے

جو چمن بنائے بن کو جو جناں کرے چمن کو / مرے باغ میں الٰہی کبھی وہ بہار آئے

یہ کریم ہیں وہ سرور کہ لکھا ہوا ہے در پر / جسے لینے ہوں دو عالم وہ امیدوار آئے

ترے صدقے جائے شاہا یہ ترا ذلیل منگت / ترے در پہ بھیک لینے سبھی شہریار آئے

چمک اٹھے خاکِ تیرہ بنے مہر ذرہ ذرہ / مرے چاند کی سواری جو سرِ مزار آئے

نہ رک اے ذلیل و رسوا درِ شہریار پر آ / کہ یہ وہ نہیں ہیں حاشا جنھیں تجھ سے عار آئے

تری رحمتوں سے کم ہیں مرے جرم اس سے زائد / نہ مجھے حساب آئے نہ مجھے شمار آئے

گلِ خلد لیکے زاہد تمھیں خارِ طیبہ دے دوں / مرے پھول مجھ کو دیجے بڑے ہوشیار آئے

بنے ذرہ ذرہ گلشن کو ہو خار خار گلبن / جو ہمارے اجڑے بن میں کبھی وہ نگار آئے

ترے صدقے تیرا صدقہ ہے وہ شاندار صدقہ / وہ وقار لیکے جائے جو ذلیل و خوار آئے

ترے در کے ہیں بھکاری ملے خیر دم قدم کی / ترا نام سنکے داتا ہم امیدوار آئے

حسنؔ اُن کا نام لیکر تو پکار دیکھ غم میں
کہ وہ نہیں جو غافلِ پسِ انتظار آئے

تم ہو حسرت نکالنے والے
نامرادوں کے پالنے والے

میرے دشمن کو غم ہو بگڑی کا
آپ ہیں جب سنبھالنے والے

تم سے مُنہ مانگی آس ملتی ہے
اور ہوتے ہیں ٹالنے والے

لبِ جاں بخش سے جِلا دل کو
جان مُردے میں ڈالنے والے

دستِ اقدس بجھا دے پیاس مری
میرے چشمے ابالنے والے

ہیں ترے آستاں کے خاک نشیں
تخت پر خاک ڈالنے والے

روزِ محشر بنا دے بات مری
ڈھلی بگڑی سنبھالنے والے

بھیک دے بھیک اپنے منگتا کو
اے غریبوں کے پالنے والے

ختم کر دی ہے اُن پہ موزونی
واہ سانچے میں ڈھالنے والے

اُن کا بچپن بھی ہے جہاں پرور
کہ وہ جب بھی تھے پالنے والے

پار کر ناؤ ہم غریبوں کی
ڈوبتوں کے نکالنے والے

خاکِ طیبہ میں بے نشاں ہو جا
ارے او نام اچھالنے والے

کام کے ہوں کہ ہم نکمّے ہوں
وہ سبھی کے ہیں پالنے والے

زنگ سے پاک صاف کر دل کو
اندھے شیشے اُجالنے والے

خارِ غم کا حسنؔ کو کھٹکا ہے
دل سے کانٹا نکالنے والے

اللہ اللہ شہِ کونین جلالت تیری
فرش کیا عرش پہ جاری ہے حکومت تیری

جھولیاں کھول کے بے سمجھے نہیں دوڑ آئے
ہمیں معلوم ہے دولت تری عادت تیری

تو ہی ہے مُلکِ خدا مِلکِ خدا کا مالک
راج تیرا ہے زمانہ میں حکومت تیری

تیرے انداز یہ کہتے ہیں کہ خالق کو تجھے
سب حسینوں میں پسند آئی ہے صورت تیری

اُس نے حق دیکھ لیا جس نے اِدھر دیکھ لیا
کہہ رہی ہے یہ چمکتی ہوئی طلعت تیری

بزمِ محشر کا نہ کیوں جائے بُلاوا سب کو
کہ زمانے کو دکھانی ہے وجاہت تیری

عالمِ روح پہ ہے عالمِ اجسام کو ناز
چوکھٹے میں ہے عناصر کے جو صورت تیری

جن کے سر میں ہے ہوا دشتِ نبی کی زنہار
اُن کے قدموں سے لگی پھرتی ہے جنت تیری

تو وہ محبوب ہے اے راحتِ جاں دل کیسے
ہیزمِ خشک کو تڑپا گئی فرقت تیری

مہ و خورشید سے دن رات ضیا پاتے ہیں
مہ و خورشید کو چمکاتی ہے طلعت تیری

گٹھڑیاں بندھ گئیں پر ہاتھ ترا بند نہیں
بھر گئے دل نہ بھری دینے سے نیت تیری

موت آجائے مگر آئے نہ دل کو آرام
دم نکل جائے مگر نکلے نہ الفت تیری

دیکھنے والے کہا کرتے ہیں اللہ اللہ
یاد آتا ہے خدا دیکھ کے صورت تیری

مجمعِ حشر میں گھبرائی ہوئی پھرتی ہے
ڈھونڈنے نکلی ہے مجرم کو شفاعت تیری

نہ ابھی عرصۂ محشر نہ حسابِ اُمت
آج ہی سے ہے کمر بستہ حمایت تیری

تو کچھ ایسا ہے کہ محشر کی مصیبت والے
درد دکھ بھول گئے دیکھ کے صورت تیری

ٹوپیاں تھام کے گر عرشِ بریں کو دیکھیں
اونچے اونچوں کو نظر آئے نہ رفعت تیری

حُسن ہے جس کا نمک خوار وہ عالم تیرا
جس کو اللہ کرے پیار وہ صورت تیری

دونوں عالم کے سب ارمان نکالے تو نے
نکلی اس شانِ کرم پر بھی نہ حسرت تیری

چین پائیں گے تڑپتے ہوئے دل محشر میں
غم کسے یاد رہے دیکھ کے صورت تیری

ہم نے مانا کہ گناہوں کی نہیں حد لیکن
تو ہے ان کا تو حسنؔ تیری ہے جنت تیری

باغِ جنت میں نرالی چمن آرائی ہے!
کیا مدینہ پہ فدا ہو کے بہار آئی ہے

اُن کے گیسو نہیں رحمت کی گھٹا چھائی ہے
اُن کے ابرو نہیں دو قبلوں کی یکجائی ہے

سنگریزوں نے حیاتِ ابدی پائی ہے
ناخنوں میں ترے اعجازِ مسیحائی ہے

سرِ بالیں انھیں رحمت کی گھٹا لائی ہے
حال بگڑا ہے تو بیمار کی بن آئی ہے

جانِ گفتار تو رفتار ہوئی روحِ رواں
دم قدم سے ترے اعجازِ مسیحائی ہے

جس کے ہاتھوں کے بنائے ہوئے ہیں حسن و جمال
اے حسیں تیری ادا اُس کو پسند آئی ہے

تیرے جلوؤں میں یہ عالم ہے کہ چشمِ عالم — تابِ دیدار نہیں پھر بھی تماشائی ہے
جب تری یاد میں دنیا سے گیا ہے کوئی — جان لینے کو دُلھن بن کے قضا آئی ہے
سرِ پا تک تری صورت پہ تصدق ہے جمال — اُس کو موزونیٔ اعضا یہ پسند آئی ہے
تیرے قدموں کا تبرک یدِ بیضائے کلیم — تیرے ہاتھوں کا دیا فضلِ مسیحائی ہے
دردِ دل کس کو سناؤں میں تمھارے ہوتے — بیکسوں کی اسی سرکار میں سنوائی ہے
آپ آئے تو منور ہوئیں اندھی آنکھیں — آپ کی خاکِ قدم سُرمۂ بینائی ہے
ناتوانی کا الم ہم ضعفا کو کیا ہو — ہاتھ پکڑے ہوئے مولا کی توانائی ہے
جان دی تو نے مسیحا و مسیحائی کو — تو ہی تو جانِ مسیحا و مسیحائی ہے
چشمِ بے خواب کے صدقے میں ہیں بیدار نصیب — آپ جاگے تو ہمیں چین کی نیند آئی ہے
باغِ فردوس کھلا فرش بچھا عرش سجا — اک ترے دم کی یہ سب انجمن آرائی ہے
کھیت سرسبز ہوئے پھول کھلے میل دُھلے — اور پھر فضل کی گھنگھور گھٹا چھائی ہے
ہاتھ پھیلائے ہوئے دوڑ پڑے ہیں منگتا — میرے داتا کی سواری سرِ حشر آئی ہے
نا امیدو تمھیں مژدہ کہ خدا کی رحمت — انھیں محشر میں تمھارے ہی لئے لائی ہے
فرش سے عرش تلک اک دھوم ہے اللہ اللہ — اور ابھی سیکڑوں پردوں میں وہ زیبائی ہے

اے حسنؔ حسنِ جہاں تاب کے صدقے جاؤں
ذرّے ذرّے سے عیاں جلوۂ زیبائی ہے

حاضری حرمین طیبین

حضور کعبہ حاضر ہیں حرم کی خاک پر سر ہے — بڑی سرکار میں پہنچے مقدر یاوری پر ہے
نہ ہم آنے کے لائق تھے نہ مونھ قابل دکھانے کے — مگر ان کا کرم ذرّہ نواز و بندہ پرور ہے
خبر کیا ہے بھکاری کیسی کیسی نعمتیں پائیں — یہ اونچا گھر ہے اس کی بھیک اندازہ سے باہر ہے
تصدق ہو رہے ہیں لاکھوں بندے گرد پھر پھر کر — طوافِ خانۂ کعبہ عجب دلچسپ منظر ہے
خدا کی شان یہ لب اور بوسہ سنگِ اسود کا — ہمارا مونھ اور اس قابل عطائے ربِّ اکبر ہے

جو ہیبت سے رُکے مجرم تو رحمت نے کہا بڑھ کر
چلے آؤ چلے آؤ یہ گھر رحمٰن کا گھر ہے

مقامِ حضرتِ خلت پدرساں مہرباں پایا
کلیجہ سے لگانے کو حطیم آغوشِ مادر ہے

لگاتا ہے غلافِ پاک کوئی چشمِ پرنم سے
لپٹ کر ملتزم سے کوئی محوِ وصلِ دلبر ہے

وطن اور اُس کا تمر کہ صدقے اس شامِ غریبی پر
کہ نورِ رکنِ شامی روکشِ صبحِ منور ہے

ہوئے ایمان تازہ بوسۂ رکنِ یمانی سے
فدا ہو جاؤں یمن و ایمنی کا پاک منظر ہے

یہ زمزم اس لیے ہے جس لیے اس کو پیے کوئی
اسی زمزم میں جنت ہے اسی زمزم میں کوثر ہے

شفا کیوں کر نہ پائیں نیم جاں زہرِ معاصی کے
کہ نظارہ عراقی رکن کا تریاقِ اکبر ہے

صفائے قلب کے جلوے عیاں ہیں سعی مسعیٰ سے
یہاں کی بیقراری بھی سکونِ جانِ مضطر ہے

ہوا ہے پیر کا حج پیر نے جن سے شرف پایا
انھیں کے فضل سے دن جمعہ کا حج ان سے بہتر ہے

نہیں کچھ جمعہ پر موقوف افضال و کرم ان کے
جو وہ مقبول فرمالیں تو ہر حج حجِ اکبر ہے

حسنؔ حج کر لیا کعبہ سے آنکھوں نے ضیا پائی
چلو دیکھیں وہ بستی جس کا رستہ دل کے اندر ہے

سحر چمکی جمالِ فصلِ گل آرائشوں پر ہے
نسیمِ روح پرور سے مشامِ جاں معطر ہے

قریبِ طیبہ بخشے ہیں تصور نے مزے کیا کیا
مرا دل ہے مدینہ میں مدینہ دل کے اندر ہے

ملائک سر جہاں اپنا جھجکتے ڈرتے رکھتے ہیں
قدم اُن کے گنہگاروں کا ایسی سرزمیں پر ہے

ارے او سونے والے دل ارے او سونے والے دل
سحر ہے جاگ غافل دیکھ تو عالم منور ہے

سہانی طرز کی طلعت نرالے رنگ کی نکہت
نسیمِ صبح سے مہکا ہوا پُر نور منظر ہے

تعالی اللہ یہ شادابی یہ رنگینی تعالی اللہ
بہارِ ہشت جنت دشتِ طیبہ پر نچھاور ہے

ہوائیں آ رہی ہیں کوچۂ پُر نورِ جاناں کی
کھلی جاتی ہیں کلیاں تازگی دل کو میسر ہے

منور چشمِ زائر ہے جمالِ عرشِ اعظم سے
نظر میں سبز قبہ کی تجلی جلوہ گستر ہے

یہ رفعت درگہِ عرش آستاں کے قرب سے پائی
کہ ہر ہر سانس ہر ہر گام پر معراجِ دیگر ہے

محرم کی نویں تاریخ بارہ منزلیں کر کے
وہاں پہنچے وہ گھر دیکھا جو گھر اللہ کا گھر ہے

نہ پوچھو ہم کہاں پہنچے اور ان آنکھوں نے کیا دیکھا
جہاں پہنچے وہاں پہنچے جو دیکھا دل کے اندر ہے

ہزاروں بے نواؤں کے ہیں جمگھٹ آستانہ پر
طلب دل میں صدائے یا رسول اللہ لب پر ہے

لکھا ہے خامۂ رحمت نے در پر خطِ قدرت سے
جسے یہ آستانہ مل گیا سب کچھ میسّر ہے

خدا ہے اس کا مالک یہ خدائی بھر کا مالک ہے
خدا ہے اس کا مولیٰ یہ خدائی بھر کا سرور ہے

زمانہ اس کے قابو میں زمانے والے قابو میں
یہ ہر دفتر کا حاکم ہے یہ ہر حاکم کا افسر ہے

عطا کے ساتھ ہے مختار رحمت کے خزانوں کا
خدائی پر ہے قابو بس خدا ہی اس سے باہر ہے

کرم کے جوش ہیں بذلِ نِعَم کے دَور دَورے ہیں
عطائے بانوا ہر بے نوا سے شیر و شکر ہے

کوئی لپٹا ہے فرطِ شوق میں روضہ کی جالی سے
کوئی گردن جھکائے رعب سے بادیدۂ تر ہے

کوئی مشغول عرضِ حال ہے یوں شادماں ہو کر
کہ یہ سب سے بڑی سرکار ہے تقدیر یاور ہے

کمینہ بندۂ درعرض کرتا ہے حضوری میں
جو موروثی یہاں کا مدح گستر ہے ثناگر ہے

تری رحمت کے صدقے یہ تری رحمت کا صدقہ تھا
کہ ان ناپاک آنکھوں کو یہ نظارہ میسّر ہے

ذلیلوں کی تو کیا گنتی سلاطینِ زمانہ کو
تری سرکار عالی ہے ترا دربار برتر ہے

تری دولت تری ثروت تری شوکت جلالت کا
نہ ہے کوئی زمیں پر اور نہ کوئی آسماں پر ہے

مطافِ کعبہ کا عالم دکھایا تو نے طیبہ میں
ترا گھر بیچ میں چاروں طرف اللہ کا گھر ہے

تجلّی پر تری صدقے ہے مہر و ماہ کی تابش
پسینے پر ترے قربان روحِ مشک و عنبر ہے

غم و افسوس کا دافع اشارہ پیاری آنکھوں کا
دلِ مایوس کی حامی نگاہِ بندہ پرور ہے

جو سب اچھوں میں ہے اچھا جو ہر بہتر سے بہتر ہے
ترے صدقے سے اچھا ہے ترے صدقے میں بہتر ہے

دکھوں ہیں حاضری کی شرم ان اعمال پر کیونکر
مرے امکان سے باہر مری قدرت سے باہر ہے

اگر شانِ کرم کو لاج ہو میرے بلانے کی
تو میری حاضری دونوں جہاں میں میری یاور ہے

مجھے کیا ہو گیا ہے کیوں میں ایسی باتیں کرتا ہوں
یہاں بھی یاس و محرومی یہ کیونکر ہو یہ کیونکر ہے

بلا کر اپنے کتے کو نہ دیں چمکار کر ٹکڑا
پھر اس شانِ کرم پر فہم سے یہ بات باہر ہے

تذبذب مغفرت میں کیوں رہے اس در کے زائر کو
کہ یہ درگاہِ والا رحمتِ خالص کا منظر ہے

مبارک ہو حسنؔ سب آرزوئیں ہو گئیں پوری
اب ان کے صدقے میں عیشِ ابد تجھ کو میسّر ہے

ذکرِ شہادت

بہاروں پر ہیں آج آرائشیں گلزارِ جنت کی
سواری آنے والی ہے شہیدانِ محبت کی

کھلے ہیں گل بہاروں پر ہے پھلواری جراحت کی
فضا ہر زخم کے دامن سے وابستہ ہے جنت کی

گلا کٹوا کے بیڑی کاٹنے آئے ہیں اُمت کی
کوئی تقدیر تو دیکھے اسیرانِ مصیبت کی

شہیدِ ناز کی تفریح زخموں سے نہ کیونکر ہو
ہوائیں آتی ہیں ان کھڑکیوں سے باغِ جنت کی

کرم والوں نے در کھولا تو رحمت نے سماں باندھا
کمر باندھی تو قسمت کھول دی فضلِ شہادت کی

علی کے پیارے خاتونِ قیامت کے جگر پارے
زمیں سے آسماں تک دھوم ہے ان کی سیادت کی

زمینِ کربلا پر آج مجمع ہے حسینوں کا
جمی ہے انجمن روشن ہیں شمعیں نور و ظلمت کی

یہ وہ شمعیں نہیں جو پھونک دیں اپنے فدائی کو
یہ وہ شمعیں نہیں رو کر جو کاٹیں رات آفت کی

یہ وہ شمعیں ہیں جن سے جانِ تازہ پائیں پروانے
یہ وہ شمعیں ہیں جو ہنس کر گزاریں شب مصیبت کی

یہ وہ شمعیں نہیں جن سے فقط اک گھر منور ہو
یہ وہ شمعیں ہیں جن سے روح ہو کافور ظلمت کی

دلِ حور و ملائک رہ گیا حیرت زدہ ہو کر
کہ بزمِ گلرخاں میں لے بلائیں کس کی صورت کی

جدا ہوتی ہیں جانیں جسم سے جاناں سے ملتے ہیں
ہوئی ہے کربلا میں گرم مجلس وصل و فرقت کی

اسی منظر پہ ہر جانب سے لاکھوں کی نگاہیں ہیں
اسی عالم کو آنکھیں تک رہی ہیں ساری خلقت کی

ہوا چھڑکاؤ پانی کی جگہ اشکِ یتیماں سے
بجائے فرش آنکھیں بچھ گئیں اہلِ بصیرت کی

ہوائے یار نے پنکھے بنائے پر فرشتوں کے
سبیلیں رکھی ہیں دیدار نے خود اپنے شربت کی

اُدھر افلاک سے لائے فرشتے ہار رحمت کے
ادھر ساغر لیے حوریں چلی آتی ہیں جنت کی

سجے ہیں زخم کے پھولوں سے وہ رنگیں گلدستے
بہارِ خوشنمائی پر ہے صدقے روح جنت کی

ہوائیں گلشنِ فردوس سے بس بس کر آتی ہیں
نرالی عطر میں ڈوبی ہوئی ہے روح نکہت کی

دلِ پُرسوز کے سلگے اگر سوز ایسی کثرت سے
کہ پہنچی عرش و طیبہ تک لپٹ سوزِ محبت کی

ادھر چلمن اٹھی حسنِ ازل کے پاک جلووں سے
ادھر چمکی تجلی بدرِ تابانِ رسالت کی

زمینِ کربلا پر آج ایسا حشر برپا ہے
کہ کھنچ کھنچ کر مٹی جاتی ہیں تصویریں قیامت کی

گھٹائیں مصطفےٰ کے چاند پر گھر گھر کر آتی ہیں
سیہ کارانِ امت تیرہ بختانِ شقاوت کی

کسی کے خون کے پیاسے ہیں اُسکے خون کے پیاسے
بجھے گی پیاس جس سے تشنہ کامانِ قیامت کی

اکیلے پر ہزاروں کے ہزاروں وار چلتے ہیں
مٹا دی دین کے ہمراہ عزت شرم و غیرت کی

مگر شیرِ خدا کا شیر جب بپھرا غضب آیا
پرے ٹوٹے نظر آنے لگی صورت ہزیمت کی

کہا یہ بوسہ دیکر ہاتھ پر جوشِ دلیری نے
بہادر آج سے کھائیں گے قسمیں اس شجاعت کی

تصدق ہوگئی جانِ شجاعت سچے تیور کے
فدا شیرانہ حملوں کی ادا پر روحِ جرأت کی

نہ ہوتے گر حسین ابنِ علی اس پیاس کے بھوکے
نکل آتی زمینِ کربلا سے نہر جنت کی

مگر مقصود تھا پیاسا گلا ہی ان کو کٹوانا
کہ خواہش پیاس سے بڑھتی ہے دیدِ شربت کی

شہیدِ ناز رکھ دیتا ہے گردن آبِ خنجر پر
جو موجیں باڑھ پر آجاتی ہیں دریائے الفت کی

دمِ رقتِ زخم نکلا خوں اچھلکر جسمِ اطہر سے
کہ روشن ہوگئی مشعل شبستانِ محبت کی

سرِ بے تن تن آسانی کو شہرِ طیبہ میں پہنچا
تنِ بے سر کو سرداری ملی ملکِ شہادت کی

حسنؔ سنی ہے پھر افراط و تفریط اس سے کیونکر ہو
ادب کے ساتھ رہتی ہے روش اربابِ سنت کی

کشفِ رازِ نجدیت

نجدیا سخت ہی گندی ہے طبیعت تیری
کفر کیا شرک کا فضلہ ہے نجاست تیری

خاک منہ میں ترے کہتا ہے کسے خاک کا ڈھیر
مٹ گیا دین ملی خاک میں عزت تیری

تیرے نزدیک ہوا کذبِ الٰہی ممکن
تجھ پہ شیطان کی پھٹکار یہ ہمت تیری

بلکہ کذاب کیا تو نے تو اقرارِ وقوع
اُف رے ناپاک یہاں تک ہے خباثت تیری

علمِ شیطاں کا ہوا علمِ نبی سے زائد
پڑھوں لاحول نہ کیوں دیکھ کے صورت تیری

بزمِ میلاد ہو کانا کے جنم سے بدتر
ارے اندھے ارے مردود یہ جرأت تیری

علمِ غیبی میں مجانین و بہائم کا شمول
کفر آمیز جنوں زا ہے جہالت تیری

یاد خر سے ہو نمازوں میں خیال ان کا بُرا — اُف جہنم کے گدھے اُف یہ خرافت تیری
اُن کی تعظیم کرے گا نہ اگر وقتِ نماز — ماری جائے گی ترے منہ پہ عبادت تیری
ہے کبھی بوم کی حلّت تو کبھی زاغ حلال — جیفہ خواری کی کہیں جاتی ہے عادت تیری
ہنس کی چال تو کیا آتی گئی اپنی بھی — اجتہادوں ہی سے ظاہر ہے حماقت تیری
کھلے لفظوں میں کہے قاضیِ شوکاں مدد دے — یا علی سن کے بگڑ جائے طبیعت تیری
تیری اٹکے تو وکیلوں سے کرے استمداد — اور طبیبوں سے مدد خواہ ہو علت تیری
ہم جو اللہ کے پیاروں سے اعانت چاہیں — شرک کا چرک اُگلنے لگی ملت تیری
عبدِ وہاب کا بیٹا ہوا شیخ نجدی — اس کی تقلید سے ثابت ہے ضلالت تیری
اُسی مشرک کی ہے تصنیف کتاب التوحید — جس کے ہر فقرہ پہ ہے مہرِ صداقت تیری
ترجمہ اس کا ہوا تفویۃ الایمان نام — جس سے بے نور ہوئی چشمِ بصیرت تیری
واقفِ غیب کا ارشاد سناؤں جس نے — کھول دی تجھ سے بہت پہلے حقیقت تیری
زلزلے نجد میں پیدا ہوں فتن برپا ہوں — یعنی ظاہر ہو زمانہ میں شرارت تیری
ہو اسی خاک سے شیطان کی سنگت پیدا — دیکھ لے آج ہے موجود جماعت تیری
سر منڈے ہوں گے تو پاجامے گھٹنے ہونگے — سر سے پا تک یہی پوری ہے شباہت تیری
ادّعا ہوگا حدیثوں پہ عمل کرنے کا — نام رکھتی ہے یہی اپنا جماعت تیری
اُن کے اعمال پہ رشک آئے مسلمانوں کو — اس سے تو شاد ہوئی ہوگی طبیعت تیری
لیکن اُترے گا نہ قرآن گلوں سے نیچے — ابھی گھبرا نہیں باقی ہے حکایت تیری
نکلیں گے دین سے یوں جیسے نشانہ سے تیر — آج اس تیر کی نخچیر ہے سنگیت تیری
اپنی حالت کو حدیثوں سے مطابق کر لے — آپ کھل جائیگی پھر تجھ پہ خباثت تیری
چھوڑ کر ذکر ترا اب ہے خطاب اپنوں سے — کہ ہے مبغوض مجھے دل سے حکایت تیری
مرے پیارے مرے اپنے مرے سنی بھائی — آج کرنی ہے مجھے تجھ سے شکایت تیری
تجھ سے جو کہتا ہوں تو دل سے سن انصاف بھی کر — کرے اللہ کی توفیق حمایت تیری
گر ترے باپ کو گالی دے کوئی بے تہذیب — غصہ آئے ابھی کچھ اور ہو حالت تیری
گالیاں دیں اُنھیں شیطان لعیں کے پیرو — جنکے صدقے میں ہے ہر دولت و نعمت تیری
جو تجھے پیار کریں جو تجھے اپنا فرمائیں — جن کے دل کو کرے بے چین اذیت تیری

جو ترے واسطے تکلیفیں اٹھائیں کیا کیا
اپنے آرام سے پیاری جنھیں صورت تیری

جاگ کر راتیں عبادت میں جنھوں نے کاٹیں
کس لئے اس لئے کٹ جائے مصیبت تیری

حشر کا دن نہیں جس روز کسی کا کوئی
اس قیامت میں جو فرمائیں شفاعت تیری

اُن کے دشمن سے تجھے ربط رہے میل رہے
شرمِ اللہ سے کر کیا ہوئی غیرت تیری

تو نے کیا باپ کو سمجھا ہے زیادہ اُن سے
جوش میں آئی جو اس درجہ حرارت تیری

اُن کے دشمن کو اگر تو نے نہ سمجھا دشمن
وہ قیامت میں کریں گے نہ رفاقت تیری

اُن کے دشمن کا جو دشمن نہیں سچ کہتا ہوں
دعویٰ بے اصل ہے جھوٹی ہے محبت تیری

بلکہ ایمان کی پوچھے تو ہے ایمان یہی
اُن سے عشق اُن کے عدو سے ہو عداوت تیری

اہلِ سنت کا عمل تیری غزل پر ہو حسنؔ
جب میں جانوں کہ ٹھکانے لگی محنت تیری

غزلیات تمام شُد

مسدسات

تمہیدِ ذکرِ معراج شریف

ساقی کچھ اپنے بادہ کشوں کی خبر بھی ہے
ہم بیکسوں کے حال پہ تجھ کو نظر بھی ہے
جوشِ عطش بھی شدتِ سوزِ جگر بھی ہے
کچھ تلخ کامیاں بھی ہیں کچھ دردِ سر بھی ہے
ایسا عطا ہو جام شرابِ طہور کا
جس کے خمار میں بھی مزہ ہو سرور کا

اب دیر کیا ہے بادۂ عرفاں قوام دے
ٹھنڈے پڑے کلیجہ میں جس سے وہ جام دے
تازہ ہو روح پیاس بجھے لطف تام دے
یہ تشنہ کام تجھ کو دعائیں مدام دے
اٹھیں سرور آئیں مزے جھوم جھوم کر
ہو جاؤں بے خبر لبِ ساغر کو چوم کر

فکرِ بلند سے ہو عیاں اقتدارِ اوج
پہ جھکے ہزار خامۂ سر شاخسارِ اوج
ٹپکے گل کلام سے رنگِ بہارِ اوج
ہو بات بات شانِ عروجِ افتخارِ اوج
فکر و خیال نور کے سانچوں میں ڈھل چلیں
مضموں فرازِ عرش سے اونچے نکل چلیں

اس شان اس ادا سے ثنائے رسول ہو
ہر شعر شاخِ گل ہو تو ہر لفظ پھول ہو
حضّار پر سحابِ کرم کا نزول ہو
سرکار میں یہ نذرِ محقر قبول ہو
ایسی تعلیوں سے ہو معراج کا بیاں
سب حاملانِ عرش سنیں آج کا بیاں

معراج کی یہ رات ہے رحمت کی رات ہے
فرحت کی آج شام ہے عشرت کی رات ہے
ہم تیرہ اختروں کی شفاعت کی رات ہے
اعزازِ ماہِ طیبہ کی رویت کی رات ہے
پھیلا ہوا ہے سرمۂ تسخیر چرخ پر
یا زلف کھولے پھرتی ہیں حوریں ادھر ادھر

دل سوختوں کے دل کا سویدا کہوں اسے
پیرِ فلک کی آنکھ کا تارا کہوں اسے
دیکھوں جو چشمِ قیس سے لیلیٰ کہوں اسے
اپنے اندھیرے گھر کا اجالا کہوں اسے

یہ شب ہے یا سوادِ وطن آشکار ہے
مشکیں غلافِ کعبۂ پروردگار ہے

اس رات میں نہیں یہ اندھیرا جھکا ہوا
کوئی گلیم پوش مراقب ہے یا خدا
مشکیں لباس یا کوئی محبوب دلربا
یا آہوئے سیاہ یہ چرتے ہیں جابجا

ابرِ سیاہ مست اٹھا حالِ وجد میں
لیلیٰ نے بال کھولے ہیں صحرائے نجد میں

یہ رُت کچھ اور ہے یہ ہوا ہی کچھ اور ہے
اب کی بہار ہوش رُبا ہی کچھ اور ہے
روئے عروسِ گل میں صفا ہی کچھ اور ہے
چبھتی ہوئی دلوں میں ادا ہی کچھ اور ہے

گلشن کھلائے بادِ صبا نے نئے نئے
گاتے ہیں عندلیب ترانے نئے نئے

ہر ہر کلی ہے مشرقِ خورشید نور سے
لپٹی ہے ہر نگاہ تجلیٔ طور سے
اُڑ رہی ہے سب کے منہ پہ دلوں کے سرور سے
مُردے ہیں بے قرار حجابِ قبور سے

ماہِ عرب کے جلوے جو اونچے نکل گئے
خورشید و ماہتاب مقابل سے ٹل گئے

ہر سمت سے بہار نوا خوانیوں میں ہے
نیسانِ جودِ رب گہر افشانیوں میں ہے
چشمِ کلیم جلوے کے قربانیوں میں ہے
غُلِ آمدِ حضور کا روحانیوں میں ہے

اک دھوم ہے حبیب کو مہماں بلاتے ہیں
بہرِ براقِ خلد کو جبریل جاتے ہیں

نغمۂ استمدادِ روح

۱۳۰۹

(از)

حضرت سلطان بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اے کریم ابن کریم اے رہنما اے مقتدا | اخترِ برجِ سخاوت گوہرِ درجِ عطا
آستانہ پر ترے حاضر ہے یہ تیرا گدا | لاج رکھ لے دست و دامن کی مرے بہرِ خدا

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

شاہِ اقلیمِ ولایت سرورِ کیواں جناب | ہے تمھارے آستانے کی زمیں گردوں قباب
حسرتِ دل کی کشاکش سے ہیں لاکھوں اضطراب | التجا مقبول کیجے اپنے سائل کی شتاب

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

سالکِ راہِ خدا کو رہنما ہے تیری ذات | مسلکِ عرفانِ حق میں پیشوا ہے تیری ذات
بے نوایانِ جہاں کا آسرا ہے تیری ذات | تشنہ کاموں کیلئے بحرِ عطا ہے تیری ذات

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

ہر طرف سے فوجِ غم کی ہے چڑھائی الغیاث | کرتی ہے پامال یہ بے دست و پائی الغیاث
پھر گئی ہے شکلِ قسمت سب خدائی الغیاث | اے مرے فریاد رس تیری دہائی الغیاث

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

منکشف کس پر نہیں شانِ معلیٰ کا عروج | آفتابِ حق نما ہو تم کو ہے زیبا عروج
میں حضیضِ غم میں ہوں امداد ہو شاہا عروج | ہر ترقی پر ترقی ہو بڑھے دونا عروج

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

تا کجا ہو پائمالِ لشکرِ افکارِ روح
تا بکے ترساں رہے بے مونس و غمخوارِ روح
ہو چلی ہے کاوشِ غم سے نہایت زار روح
طالبِ امداد ہے ہر وقت اے دلدارِ روح

روئے رحمت بر متاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

دبدبہ میں ہے فلک شوکت ترا اے ماہ کاخ
دیکھتے ہیں ٹوپیاں تھامے گدا و شاہ کاخ
قصرِ جنت سے فزوں رکھتا ہے عز و جاہ کاخ
اب دکھا دے دیدۂ مشتاق کو للہ کاخ

روئے رحمت بر متاب اے جان از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

تو بہ سائل اور تیرے در سے پلٹے نامراد
ہم نے کیا دیکھے نہیں غمگین آتے جاتے شاد
آستانے کے گدا ہیں قیصر و کسریٰ قباد
ہو کبھی لطف و کرم سے بندۂ مضطر بھی یاد

روئے رحمت بر متاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

نفسِ امارہ کے پھندے میں پھنسا ہوں الغیاث
در ترا بیکس پنہ کوچہ ترا عالم ملاذ
رحم فرمایا ملاذی لطف فرمایا معاذ
حاضرِ در ہے غلامِ آستاں بہرِ لواذ

روئے رحمت بر متاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

شہریارا اے ذوی وقار اے باغِ عالم کی بہار
بحرِ احساں رشحۂ نیسان جود کردگار
ہوں خزانِ غم کے ہاتھوں پائمالی سے دوچار
عرض کرتا ہوں ترے در پر بچشمِ اشکبار

روئے رحمت بر متاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

بر سرِ پرخاش ہے مجھ سے عدوئے بے تمیز
رات دن ہے درپئے قلبِ حزیں نفسِ رجیز
مبتلائے سو بلاؤں میں مری جانِ عزیز
حلِ مشکل آپ کے آگے نہیں دشوار چیز

روئے رحمت بر متاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

اک جہاں سیراب فیضِ ابر ہے ابکی برس — تر نوا ہیں بلبلیں پڑتا ہے گوشِ گل میں رس
ہے یہاں کشتِ تمنا خشک و زندانِ قفس — اے سحابِ رحمتِ حق سوکھے دھانوں پر برس

روئے رحمت بر متاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

فصلِ گل آئی عروسانِ چمن ہیں سبز پوش — شادمانی کا نواں سنجانِ گلشن میں ہے، جوش
جو بنوں پر آ گیا حسنِ بہارِ گل فروش — ہائے یہ رنگ اور ہیں یوں دام میں گم کردہ ہوش

روئے رحمت بر متاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

دیکھ کر اس نفسِ بد خصلت کے یہ زشتی خواص — سوزِ غم سے دل پگھلتا ہے مرا مثلِ رصاص
کس سے مانگوں خونِ حسرت ہائے کشتہ کا قصاص — مجھ کو اس موذی کے چنگل سے عطا کیجے خلاص

روئے رحمت بر متاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

ایک تو ناخن بدل ہے شدتِ افکارِ قرض — اس پہ اعدا نے نشانہ کر لیا ہے مجھ کو فرض
قرض ادا ہو یا نہ ہو لیکن مرا آزار فرض — رد نہ فرماؤ خدا کے واسطے سائل کی عرض

روئے رحمت بر متاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

نفسِ شیطاں میں بڑھے ہیں سو طرح کے اختلاط — ہر قدم در پیش ہے مجھ کو طریقِ پل صراط
بھولی بھولی سی کبھی یاد آتی ہے شکلِ نشاط — پیشِ بارِ کوہ کاہِ ناتواں کی کیا بساط

روئے رحمت بر متاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

آفتوں میں پھنس گیا ہے بندۂ دار الحفیظ — جان سے سو کاہشوں میں دم ہے مضطر الحفیظ
ایک قلبِ ناتواں ہے لاکھ نشتر الحفیظ — المدد اے دادرس اے بندہ پرور الحفیظ

روئے رحمت بر متاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

صبحِ صادق کا کنارِ آسماں سے ہے طلوع ڈھل چکا ہے صورتِ شب حسنِ رخسارِ شموع
طائروں نے آشیانوں میں کئے نغمے شروع اور نہیں آنکھوں کو اب تک خوابِ غفلت سے رجوع

روئے رحمت برمتاب اے کام جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

بدلیاں چھائیں ہوا بدلی ہوئے شاداب باغ غنچے چٹکے پھول مہکے بس گیا دل کا دماغ
آہ اے جورِ قفس دل ہے کہ محرومی کا داغ واہ اے لطفِ صبا گُل ہے تمنا کا چراغ

روئے رحمت برمتاب اے کام جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

آسماں ہے قوسِ فکریں تیر میرا دل ہدف نفسِ شیطاں ہر گھڑی کف بر لب و خنجر بکف
منتظر ہوں میں کہ اب آئی صدائے لاتخف سرورِ دیں کا تصدق بحرِ سلطانِ نجف

روئے رحمت برمتاب اے کام جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

بڑھ چلا ہے آجکل احباب میں جوشِ نفاق خوش مذاقانِ زمانہ ہو چلے ہیں بدمذاق
سیکڑوں پردوں میں پوشیدہ ہے حسنِ اتفاق برسرِ پیکار ہیں آگے جو تھے اہلِ وفاق

روئے رحمت برمتاب اے کام جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

ڈر درندوں کا اندھیری رات صحرا ہولناک راہ نامعلوم رعشہ پاؤں میں لاکھوں مغاک
دیکھ کر ابرِ سیہ کو دل ہوا جاتا ہے چاک آئیے امداد کو ورنہ میں ہوتا ہوں ہلاک

روئے رحمت برمتاب اے کام جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

ایک عالم پر نہیں رہتا کبھی عالم کا حال ہر کمالِ را زوال و ہر زوالِ را کمال
بڑھ چکیں شب ہائے فرقت اب تو ہو روزِ وصال مہر ادھر منہ کر کہ میرے دن پھریں دل ہو نہال

روئے رحمت برمتاب اے کام جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

گو چڑھائی کر رہے ہیں مجھ پہ اندوہ و الم
گو بپا پے ہو رہے ہیں اہلِ عالم کے ستم
پر کہیں چھٹتا ہے تیرا آستاں تیرے قدم
چارۂ دردِ دلِ مضطر کریں تیرے کرم

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

ہیں کمر بستہ عداوت پر بہت اہلِ زمن
ایک جانِ ناتواں لاکھوں الم لاکھوں محن
سن لے فریادِ حسن فرمائے امدادِ حسن
صبحِ محشر تک رہے آباد تیری انجمن

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

ہے ترے الطاف کا چرچا جہاں میں چار سو
شہرۂ آفاق ہیں یہ خصلتیں یہ نیک خو
ہے گدا کا حال تجھ پر آشکارا موبمو
آج کل گھیرے ہوئے ہیں چار جانب سے عدو

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

شام ہے نزدیک منزل دور میں گم کردہ راہ
ہر قدم پر پڑتے ہیں اس دشت میں خس پوش چاہ
کوئی ساتھی ہے نہ رہبر جس سے حاصل ہو پناہ
اشک آنکھوں میں قلق دل میں لبوں پر آہ آہ

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

تاج والوں کو مبارک تاجِ زر تختِ شہی
بادشا لاکھوں ہوئے کس پر بھلی کس کی رہی
میں گدا ٹھہروں ترا میری اسی میں ہے بہی
ظلِ دامن خاکِ در دیہیم و افسر ہے یہی

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

مناقب حضرت شاہ بدیع الدین مدار

ہوا ہوں دادِ ستم کو میں حاضر دربار گواہ ہیں دلِ محزون و چشم دریا بار
طرح طرح سے ستاتا ہے زمرۂ اشرار بدیع بہر خدا حرمتِ شہِ ابرار
مدار چشم عنایت زمن دریغ مدار نگاہِ لطف و کرم از حسن دریغ مدار

ادھر اقارب عقارب عدو اجانب خویش ادھر ہوں جوشِ معاصی کے ہاتھ سے دل ریش
بیاں میں کس سے کروں ہیں جو آفتیں درپیش پھنسا ہے سخت بلاؤں میں یہ عقیدت کیش
مدار چشم عنایت زمن دریغ مدار نگاہِ لطف و کرم از حسن دریغ مدار

نہ ہوں میں طالبِ افسر نہ سائلِ دیہیم کہ سنگِ منزلِ مقصد ہے خواہشِ زر و سیم
کیا ہے تم کو خدا نے کریم ابن کریم فقط یہی ہے شہا آرزوئے عبد اثیم
مدار چشم عنایت زمن دریغ مدار نگاہِ لطف و کرم از حسن دریغ مدار

ہوا ہے خنجر افکار سے جگر گھائل نفس نفس ہے عیاں دم شماریٔ بسمل
مجھے ہو مرحمت اب داروئے جراحتِ دل نہ خالی ہاتھ پھرے آستاں سے یہ سائل
مدار چشم عنایت زمن دریغ مدار نگاہِ لطف و کرم از حسن دریغ مدار

تمہارے وصف و ثنا کس طرح سے ہوں مرقوم کہ شانِ ارفع و اعلیٰ کسے نہیں معلوم
ہے زیرِ تیغِ الم مجھ غریب کا حلقوم ہوئی ہے دل کی طرف یورشِ سپاہِ ہموم
مدار چشم عنایت زمن دریغ مدار نگاہِ لطف و کرم از حسن دریغ مدار

ہوا ہے بندہ گرفتارِ پنجۂ صیاد ہیں ہر گھڑی ستم ایجاد سے ستم ایجاد
حضور پڑتی ہے ہر روز اک نئی افتاد تمہارے در پہ میں لایا ہوں جور کی فریاد
مدار چشم عنایت زمن دریغ مدار نگاہِ لطف و کرم از حسن دریغ مدار

تمام ذروں پہ کاشمس ہے جود و نوال فقیر خستہ جگر کا بھی رد نہ کیجے سوال
حسن ہوں نام کو پر ہوں میں سخت بد افعال عطا ہو مجھ کو بھی اے شاہ جنسِ حسن مآل

مدار چشم عنایت زمن دریغ مدار
نگاہِ لطف و کرم از حسن دریغ مدار

عرضِ سلام
بدرگاہِ
خیرُ الانام علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

السلام اے خسروِ دنیا و دیں
السلام اے راحتِ جانِ حزیں

السلام اے بادشاہِ دو جہاں
السلام اے سرورِ کون و مکاں

السلام اے نورِ ایمان السلام
السلام اے راحت جان السلام

اے شکیبِ جانِ مضطر السلام
آفتابِ ذرّہ پرور السلام

دردوغم کے چارہ فرما السلام
دردمندوں کے مسیحا السلام

اے مرادیں دینے والے السلام
دونوں عالم کے اُجالے السلام

دردوغم میں مبتلا ہے یہ غریب
دم چلا تیری دہائی اے طبیب

نبضیں ساقط روح مضطر جی نڈھال
دردِ عصیاں سے ہوا ہے غیر حال

بے سہاروں کے سہارے ہیں حضور
حامی و یار ہمارے ہیں حضور

ہم غریبوں پر کرم فرمائیے
بدنصیبوں پر کرم فرمائیے

بے قراروں کے سرہانے آئیے
دلفگاروں کے سرہانے آئیے

جاں بلب کی چارہ فرمائی کرو
جانِ عیسیٰ ہو مسیحائی کرو

شام ہے نزدیک منزل دور ہے
پاؤں کیسے جان تک رنجور ہے

مغربی گوشوں میں پھوٹی ہے شفق
زردیٔ خورشید سے ہے رنگ فق

راہ نامعلوم صحرا پُرخطر
کوئی ساتھی ہے نہ کوئی راہبر

طائروں نے بھی بسیرا لے لیا
خواہش پرواز کو رخصت کیا

ہر طرف کرتا ہوں حیرت سے نگاہ
پر نہیں ملتی کسی صورت سے راہ

سو بلائیں چشم تر کے سامنے
یاس کی صورت نظر کے سامنے

دل پریشاں بات گھبرائی ہوئی
شکل پر افسردگی چھائی ہوئی

ظلمتیں شب کی غضب ڈھانے لگیں
کالی کالی بدلیاں چھانے لگیں

ان بلاؤں میں پھنسا ہے خانہ زاد
آفتوں میں مبتلا ہے خانہ زاد

اے عرب کے چاند اے مہرِ عجم
اے خدا کے نور اے شمعِ حرم

فرش کی زینت ہے دم سے آپ کے
عرش کی عزت قدم سے آپ کے

آپ سے ہے جلوۂ حق کا ظہور
آپ ہی ہیں نور کی آنکھوں کے نور

آپ سے روشن ہوئے کون و مکاں
آپ سے پُر نور ہے بزمِ جہاں

اے خداوندِ عرب شاہِ عجم
کیجئے ہندی غلاموں پر کرم

ہم سیہ کاروں پہ رحمت کیجئے
تیرہ بختوں کی شفاعت کیجئے

اپنے بندوں کی مدد فرمایئے
پیارے حامی مسکراتے آیئے

ہو اگر شانِ تبسم کا کرم
صبح ہو جائے شبِ دیجورِ غم

ظلمتوں میں گم ہوا ہے راستہ
المدد اے خندۂ دنداں نما

ہاں دکھا جانا تجلی کی ادا
ٹھوکریں کھاتا ہے پردیسی ترا

دیکھئے کب تک چمکتے ہیں نصیب
دیر سے ہے لو لگائے یہ غریب

ملتجی ہوں میں عرب کے چاند سے
اپنے رب سے اپنے رب کے چاند سے

میں بھکاری ہوں تمہارا تم غنی
لاج رکھ لو میرے پھیلے ہاتھ کی

تنگ آیا ہوں دلِ ناکام سے
اس نکمے کو لگا دو کام سے

آپ کا دربار ہے عرش اشتباہ
آپ کی سرکار ہے بیکس پناہ

مانگتے پھرتے ہیں سلطان و امیر
رات دن پھیری لگاتے ہیں فقیر

غمزدوں کو آپ کر دیتے ہیں شاد
سب کو مل جاتی ہے منہ مانگی مراد

میں تمہارا ہوں گدائے بے نوا
کیجئے اپنے بے نواؤں پر عطا

میں غلامِ ہیچکارہ ہوں حضور
ہیچکاروں پر کرم ہے پُر ضرور

اچھے اچھوں کے ہیں گاہک ہر کہیں
ہم بدوں کی ہے خریداری یہیں

کیجئے رحمت حسنؔ پر کیجئے
دونوں عالم کی مرادیں دیجئے

رباعیات

جانِ گلزارِ مصطفائی تم ہو — مختار ہو مالکِ خدائی تم ہو
جلوہ سے تمھارے ہے عیاں شانِ خدا — آئینۂ ذاتِ کبریائی تم ہو

یارانِ نبی کا وصف کس سے ہو ادا — ایک ایک ہے اُن میں ناظمِ نظمِ ہُدیٰ
پائے کوئی کیونکر اس رباعی کا جواب — اے اہلِ سخن جس کا مصنف ہو خدا

بدکار ہیں عاصی ہیں زیاں کار ہیں ہم — تعزیر کے بے شبہ سزاوار ہیں ہم
یہ سب سہی پر دل کو ہے اس سے قوت — اللہ کریم ہے گنہگار ہیں ہم

خاطی ہوں سیہ کار ہوں خطا کار ہوں میں — جو کچھ ہو حسنؔ سب کا سزاوار ہوں میں
پر اس کے کرم پر ہے بھروسہ بھاری — اللہ ہے شاہد کہ گنہگار ہوں میں

اس درجہ ہے ضعف جاں گزائے اسلام — ہیں جس سے ضعیف سب قوائے اسلام
اے مُردوں کی جان کو بچانے والے — اب ہے ترے ہاتھ میں دوائے اسلام

کب تک یہ مصیبتیں اٹھائے اسلام — کب تک رہے ضعف جاں گزائے اسلام
پھر از سرِ نو اس کو توانا کر دے — اے حامیِ اسلام خدائے اسلام

ہے شام قریب چھپی جاتی ہے ضو
منزل ہے بعید تھک گیا ہے رہرو
اسلام کے بیڑے کو سہارا دینا
ٹوٹی ہوئی آس نے لگائی ہے لَو

برسائے وہ آزادہ روی نے جھالے
ہر راہ میں بہہ رہے ہیں ندی نالے
اسلام کے بیڑے کو سہارا دینا
اے ڈوبتوں کے پار لگانے والے

سُن احقرِ افرادِ زمن کی فریاد
سُن بندۂ پابندِ محن کی فریاد
یارب تجھے واسطہ خداوندی کا
رہ جائے نہ بے اثر حسنؔ کی فریاد

(۳)

جو لوگ خدا کی ہیں عبادت کرتے
کیوں اہلِ خطا کی ہیں حقارت کرتے
بندے جو گنہگار ہیں وہ کس کے ہیں
کچھ دیر اُسے ہوتی ہے رحمت کرتے

دنیا فانی ہے اہلِ دنیا فانی
شہر و بازار و کوہ و صحرا فانی
دل شاد کریں کس کے نظارے سے حسنؔ
آنکھیں فانی ہیں یہ تماشا فانی

اس گھر میں نہ پابند نہ آزاد رہے
غمگین رہے کوئی نہ دل شاد رہے
تعمیر مکان کس کے لئے ہوتا ہے
کوئی نہ یہاں رہے گا یہ یاد رہے